فتاوی نبویہ ۔ ۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بے شک نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے (فرمان باری تعالی)

قرآن وحدیث سے فقہ حنفی کیمطابق مسائل نماز کا مرقع

فتاویٰ نبویہ

نماز کے بارے میں اسلامی حکم

ہر مکلف یعنی عاقل و بالغ (مسلمان) پر نماز فرض عین ہے۔ اس کی فرضیت کا منکر کافر اور جو قصدا نماز چھوڑ دے اگرچہ ایک ہی وقت کی ہو وہ فاسق ہے اور جو نماز نہ پڑھتا ہو قید کیا جائے یہاں تک کہ توبہ کر لے اور نماز پڑھنے لگے بلکہ ائمہ ثلاثہ مالک، شافعی واحمد رضی اللہ عنہم کے نزدیک سلطان اسلام کو اس کے قتل کا حکم ہے (درمختار، بہار شریعت ح ۳ ص ۹)

★

مؤلف

علامہ مفتی محمد سراج احمد السعیدی القادری اوچشریف

ملنے کا پتہ مدرسہ عزیز العلوم اوچشریف، ضلع بہاول پور (پاکستان)

پہلا ایڈیشن نومبر ۲۰۰۲ء

ہدیہ ۱۵/روپے

☎ ~~52030~~

0622-52030

تقدیم

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد بار نماز کا ذکر فرمایا ہے، ان میں سے کچھ مقام کا ترجمہ، نماز کی فضلیت، اہمیت اور فرضیت کے لئے ملاحظہ کریں۔

(۱) بے شک نماز ایمان والوں پر وقت مقرر کیا ہوا فریضہ ہے (پ۵، ۴/۱۰۳) ترجمہ (البیان ص ۱۲۳ از غزالی زماں")

(۲) پابندی کرسب نمازوں کی اور درمیانی نماز کی اور کھڑے ہو اللہ کے حضور ادب سے پ۲۔ ۲/۱۵۳، البیان ص ۲۹۔

(۳) اے ایمان والو، مدد چاہو صبر اور نماز سے، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
پ۲، ۲/۱۵۳، البیان ص ۲۹۔

(۴) بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور برائی سے، (پ۲۱، ۲۹/۵۴، البیان ص ۵۲۱)۔

(۵) اور نماز قائم رکھو، اور تم مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ (پ۲۱، ۳۰/۳۱، البیان ص ۵۲۸)۔

(۶) (جنتی، مجرموں سے پوچھیں گے) تمہیں کونسی چیز دوزخ میں لے گئی، وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔ (سورۃ المدثر)

احادیث

حضرت انس فرماتے ہیں کہ شب معراج نبی کریم ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض فرمائی تھیں (بوسیلہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ) باقی صرف پانچ رہ گئیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب۔ نمازیں پانچ ہیں مگر ثواب پچاس کا دونگا۔ (ترمذی ج ۱ ص ۱۵، بخاری ج ۱ ص ۵۴۹)

(۲) ارشاد محبوب ﷺ ہے کہ روزانہ پانچ بار نہانے والے کی جسم پر میل نہیں رہ سکتی اسی طرح پانچ نمازیں پڑھنے والے پر گناہوں کی میل بھی نہیں رہ سکتی۔ (بخاری، مسلم، مشکوۃ ص ۵۷)

(۳) نمازی کیلئے قیامت کے دن نور، برھان اور نجات ہوگی، بے نماز کے لئے نہ نور ہوگا نہ برھان اور نہ ہی نجات اور بے نماز کا حشر قارون، فرعون، ہامان اور ابی بن خلف (کافروں) کے ساتھ ہو گا۔ (مشکوۃ ص ۵۸)۔

(۴) اسلام اور کفر کے درمیان حد فاصل نماز ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۵۸)

۵) دس برس کی عمر تک اگر اولاد نمازی نہ بنے تو انہیں مار مار کر نماز پڑھائیں۔ (مشکوٰۃ ص ۵۸)

(٦) صرف نماز عصر کا نہ پڑھنا ایسا ہے، جیسے کسی کا مال اور اہل و عیال برباد ہو جائے۔ (مشکوٰۃ ص ٦٠)

(۷) قرآن بھلا دینے والے اور نماز نہ پڑھنے والے کا سر (بعد از موت) پتھر سے کچلا جاتا ہے (بخاری مترجم ج ۳۔ ص ۲۵، ۷۔ و ص ۲۷، ۷) اس عذاب کو حضور علیہ السلام نے شب معراج بھی دیکھا تھا (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۷۲)

(۸) بیمار آدمی جیسے بھی نماز پڑھ سکتا ہے پڑھ لے۔ (رواہ احمد و بخاری وغیرہ)

(۹) نماز فجر اور عشاء کیلئے (بغیر عذر شرعی) مسجد میں نہ آنا منافقوں کی علامت ہے (مسلم ج ۱ ص ۲۳۲)

(۱۰) ایک نماز چھوڑ دینے کی سزا دو کروڑ اٹھاسی سال تک جہنم میں جلنا ہے (میری نماز ص ۳۸)

دین سے خارج نمازی

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول علیہ السلام سے سنا ہے، آپ نے فرمایا، کہ تم میں ایک قوم نکل پڑے گی، جن کے مقابلے میں تم اپنی نماز، روزہ اور اعمال کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھے گی جوان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ دین (اسلام) سے وہ ایسے نکل جائے گی، جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ کہ شکاری کو نہ برچھی میں کچھ معلوم ہو، اور نہ تیر میں کچھ لگا ہوا محسوس ہو۔ اور نہ ہی پر، پر کچھ اثر ہو البتہ سوفار پر کچھ شبہ سا ہو (بخاری شریف ج ۲ ص ۷۵۶/۷۵۷) اس قوم کی بنیادی علامات بھی حدیث شریف میں موجود ہیں۔ ان علامات کے پیش نظر اس قوم کی شناخت میں کوئی ابہام باقی نہیں رہتا۔ علامات کی تفصیل درج ذیل ہے۔ (۱) آنکھیں اندر دھنسی ہوئی (۲) گال ابھرے ہوئے۔ (۳) پیشانی باہر نکلی ہوئی (۴) داڑھی گھنی اور لمبی۔ (۵) سر منڈا ہوا (٦) مسلمانوں کو قتل کرنا (۷) بت پرستوں کو کچھ نہ کہنا۔ (۸) چادر کا موٹی پنڈلی پر ہونا (بخاری ج ۱ ص ۴۷۱ و ص ۲۷۴ و بخاری ج ۲ ص ۶۲۴) مولوی امیر علی نے لکھا ہے کہ یہ حلیہ دلالت کرتا ہے شرارت، جہالت اور فساد قلبی پر اور سارے خارجی اسی طرح ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۵۲۱ حاشیہ نمبر ۲)

خالد طحان سے پوچھا گیا۔ کہ تو کوفہ میں گیا تھا تو تو نے مجالد سے حدیث کیوں نہ لکھی؟ خالد نے کہا اس لئے کہ اس کی داڑھی لمبی تھی۔ (میزان الاعتدال ج ۳ ص ۴۳۸) حضرت ابو برزہ اسلمی کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سیما ھم التحلیق"۔ (نسائی ج ۲ ص ۱۷۴) المراد به حلق الرئوس یعنی اس قوم کی کھری نشانی سر منڈانا ہے۔

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کے استاد امام احمد دحلانؒ نے لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں ان کی علامت سر منڈانا ہے۔ یہ ابن عبد الوہاب نجدی کے تابعین کی تصریح ہے۔ جو اپنی پیروی کرنے والوں کو سر منڈانے کا حکم دیتے ہیں۔ ان کا متبع جب تک سر نہ منڈا لیتا وہ اس کی جان نہ چھوڑتے تھے اور ایسا کوئی فرقہ وہابیوں سے پہلے نہ گزرا۔ لہذا یہ حدیث ان کے بارے میں صریح ہے (الدرر السنیہ ص ۵۶ مطبوعہ پشاور) ابن عبد الوہاب نجدی، وہابن عورتوں کے سر بھی منڈا دیتا تھا۔ (حوالہ بالا) حقیقت یہ ہے کہ ہر عبادت سے پہلے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی سند حاصل کر لینا بہت ضروری ہے ورنہ عبادت کی بجا آوری کا کوئی فائدہ نہیں۔ چنانچہ اس حقیقت کو خالق کائنات اللہ وحدہ لاشریک نے خود بیان فرما دیا ہے۔ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے۔ اور تمہارے پسند کا مکان، یہ چیزیں، اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (۹/۲۴)

دوسرے مقام پر ہے، اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے (۹/۶۲) یعنی رضائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر عبادت کرنا اور ثواب کی امید رکھنا خوش خیالی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ امام اہلسنت مجدد مائۃ حاضرہ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ العزیز نے اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا ہے

۔اس آیت مبارکہ قل ان کنتم تحبون اللہ

فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ (۳/۳۱)

ترجمہ ۔ اے حبیب فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو ۔ اللہ تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی اتباع میں سب کچھ ملتا ہے اتباع رسول کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اس حقیقت کا انکار وہ شخص کرے گا جو دولت ایمان سے محروم ہے خدا کی قسم سب نعمتیں، ساری برکتیں ، نجات آخرت ، فلاح دارین ، سعادت کونین رسول ﷺ کی اتباع سے ملتی ہے ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اتباع کس کو کہتے ہیں؟ کیوں کہ بعض لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ بظاہر نمازیں پڑھ لو، روزے رکھ لو، سنتوں پر عمل کر لو بس رسول ﷺ کی اتباع ہو گئی ۔ اگر فقط اتنی بات سے اتباع رسول ہو جاتی ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ منافق بھی مطیع رسول تھے ۔ کیونکہ وہ بھی ایسی اتباع پر تو گامزن تھے نمازیں پڑھتے تھے روزے رکھتے تھے ۔ جہاد میں شریک ہوتے تھے ۔ ان کی داڑھیاں بھی تھیں اور ان کی ظاہری شکلیں سنت کے مطابق تھیں ۔ کیا کوئی ان منافقوں کو رسول کریم ﷺ کا پیرو کار اور مطیع کہتا ہے؟ قطعاً نہیں کیوں اس لئے کہ ان کے پاس ظاہری عبادت تو تھی اسلام کا ظاہری طریقہ تو ان کے پاس تھا مگر محبت رسول ﷺ سے محروم تھے یعنی رضائے رسول حاصل نہ کر سکے تو ان کا سب کیا دھرا تباہ برباد ہو گیا (مواعظ کاظمیہ ص ۲۵ ص ۲۶)

رسول کریم کی خدمت نماز سے افضل ہے

حضرت ابو سعید بن معلیٰ نے بیان کیا ہے کہ میں مسجد نبوی میں نماز ادا کر رہا تھا کہ رسول ﷺ نے مجھے بلایا میں نماز سے فارغ ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نماز میں تھا اس لئے حاضر ہونے میں تاخیر ہو گئی ہے ۔ آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالی نے یہ حکم نہیں دیا؟ کہ جب تم کو اللہ کا رسول بلائے تو فوراً اس کی خدمت کو پہنچو" (استجیبو اللہ وللرسول اذا دعاکم) " ۸/۲۴ (بخاری ج ۲ ص ۶۴۲ و ص ۶۶۹) صاحب توضیح ، نے فرمایا ہمارے اصحاب نے تصریحاً کہا ہے کہ حضور ﷺ کے خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ جب آپ ایسے آدمی کو بلائیں جو

نماز میں ہو تو آپ کے پاس آنا اس پر واجب ہو جاتا ہے۔ اور اس کی نماز بھی فاسد نہیں ہوتی۔

(حاشیہ بخاری ج ا ص ۱۶۱، مظہری ج ۴ص ۴۶، حاشیہ بخاری ج ۲ ص ۶۶۹ مقام رسول ص ۵۵۸)

شیخ المحدثین، غزالی زماں امام اہلسنت نے فرمایا ہے کہ علماء کرام کا یہ مسلک ہے کہ اگر تین رکعتیں پڑھ لی گئیں اور ایک رکعت باقی بچتی ہے اور اسی اثناء میں حضور ﷺ نے بلا لیا تو اب فرض یہ ہے کہ نماز چھوڑ کر بارگاہ رسالت کی حاضری دی جائے ایسی حالت میں نماز کا پورا کرنا فرض نہیں بلکہ رسول کریم ﷺ کے بلاوے پر ان کی خدمت اقدس میں جانا فرض ہو گیا ہے جب تک رسول کریم ﷺ مصروف رکھیں ان کی بارگاہ میں رہنا ضروری ہے اور جب آپ اجازت عنائیت فرمائیں تو جو نماز باقی بچتی ہے اسے پورا کر لیا جائے نماز ہو گئی اور نماز میں کسی قسم کا نقص واقع نہ ہو گا (مواعظ کاظمیہ ص ۲۷)

حضرت علیؑ کو خدمت کا انعام

امام طحاوی نے مشکل الآثار میں حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے دو طریقے سے حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت علیؓ کی گود مبارک میں سر اقدس رکھے ہوئے محو استراحت تھے حضرت علیؓ نے نماز عصر ادا نہیں کی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا حضور کریم ﷺ نے فرمایا اے علیؓ کیا تم نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا نہیں پس آپ نے فرمایا ”اے اللہ“ علیؓ تیری عبادت میں اور تیرے محبوب کی خدمت میں تھے ”فاردد علیہ الشمس“ ان پر سورج واپس کر دے۔ اسماء کہتی ہیں کہ میں نے سورج کو غروب ہونے کے بعد طلوع ہوتے دیکھا ”ووقفت علی الجبال فوق الارض“ سورج پہاڑوں اور زمینوں پر ٹھہرا رہا امام طحاوی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث ثابت ہے اور اس کے راوی معتبر اور ثقہ ہیں۔ نیز فرمایا کہ احمد بن صالح کہتے ہیں کہ وہ شخص جو علم سے واقف ہے۔ اس کو لائق نہیں کہ حدیث اسماء کی صحت سے انکار کرے اس لئے کہ یہ واقعہ علامات نبوت میں سے ہے۔ (کتاب الشفاء ج ا ص ۱۸۵) علامہ ابن کثیر دمشقی (ابن تیمہ کے شاگرد) نے لکھا ہے کہ بقول امام طحاوی اس حدیث کے جملہ راوی ثقہ و باعتبار ہیں۔

(البدایہ ج۶ ص۲۸۲ تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۴۰۲ اور فتاویٰ شامی ج اص ۲۶۵) میں ہے کہ "صححه الطحاوی و عیاض و اخرجه جماعت منهم الطبرانی بسند حسن و اخطاء من جعله موضوعاً"

امام یوسف بن اسماعیل نبہانی نے فرمایا ہے وصحح هذا الحديث الطحاوی و القاضی عیاض، و اخرجه ابن منده و ابن شاهين من حديث اسماء بنت عميس و ابن مردويه من حديث ابی هريرة ؓ (حجة الله على العالمين ص۳۹۸)

امام جلال الدین سیوطیؒ نے لکھا ہے (اخرج ابن منده و ابن شاهين والطبرانی با سانيد بعضها على شرط الصحيح عن اسماء بنت عميس. (خصائص كبرىٰ ج ۲ ص ۸۲، حر ر شيخنا الفيضی فی كتابه ص ۳۱۹ قال القسطلانی وروى الطبرانی ايضا فی معجمه الكبير با سناد حسن ...... وروى الطبرانی ايضا فی معجمه الاوسط بسند حسن عن جابرؓ شرح شفا للقاری ج ۳ ص ۱۳ و شرحه للخفاجی ج ۳ ص ۱۱، ص ۱۲)

غیر مقلدوں کے رہبر نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے کہ بعد غروب کے علی بن ابی طالبؓ پر آپ کی دعا سے سورج واپس آیا تا کہ حضرت علیؓ نماز عصر ادا کر لیں (الشمامة العنبریہ ص ۶۸)

شیخ محقق نے بھی اسی طرح لکھا ہے (مدارج النبوۃ ج اص ۳۳۰ و جلد ۲ ص ۴۲۷)۔

اصحاب ہیئت و نجوم نے ہندسی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ آفتاب کا جسم زمین سے ایک سو چونسٹھ گنا اور دوسری روایت کے مطابق ایک سو چھیاسٹھ گنا بڑا ہے اور ایک لمحہ میں کئی ہزار سالہ راہ طے کر جاتا ہے۔ (معارج النبوۃ)

سائنس دانوں نے معلوم کیا ہے کہ سورج زمین سے چودہ کڑور چھیانوے لاکھ کلو میٹر دور ہے (سائنس ۵ ص ۱۱۸)۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک

اندھے منکر دیکھ کے قدرت رسول اللہ کی

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم

تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چیر گیا

جنت کی رفاقت

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمیؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے لئے وضو کا پانی اور جس چیز کی آپ کو ضرورت ہوتی تھی (مسواک اور مصلیٰ) پیش کرتا تھا ایک مرتبہ دریائے رحمت جوش میں آیا تو آپ نے فرمایا اے ربیعہ مجھ سے مانگو کیا مانگتے ہو؟ (یعنی جو جی میں آئے مانگو) میں تجھے عطا کردوں گا۔

انہوں نے عرض کیا حضور میں تو آپ سے یہی مانگتا ہوں کہ بہشت میں بھی آپ کی رفاقت نصیب ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کچھ اور بھی مانگتے ہو؟ حضرت ربیعہ نے کہا بس سرکار یہی مانگتا ہوں آپ نے فرمایا پس تم کثرت سجود سے میری مدد کرو۔ (مقام رسول ص ۳۰۹، مسلم شریف ج اص ۱۹۳، نسائی شریف ج اص ۱۷۱، مشکوٰۃ ص ۸۴، تفسیر مظہری ج ۲ص ۱۶۰، تفسیر ابن کثیر ج اص ۵۲۳)۔ اس حدیث مبارک سے حاصل ہونے والی چند باتیں درج ذیل ہیں۔

(۱) بزرگوں کی خدمت کے لئے تیار رہنا (۲) حضور ﷺ داتائے کائنات ہیں (۳) صحابہ کرام حضور ﷺ کو مملکت خداوندی کا مالک و مختار و حاکم مطلق و متصرف اعظم سمجھتے تھے (۴) اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہشتیوں اور جہنمیوں کا علم بھی عطا کر دیا ہے ورنہ آپ فرما دیتے ربیعہ معلوم نہیں کہ مرنے کے بعد تیرا ٹھکانا کدھر ہو گا۔ (۵) سرکار نے اپنے غلام سے مدد مانگ کر یہ ثابت فرما دیا ہے کہ غلامان رسول کریم مددگار ہوتے ہیں جس طرح حضرت سلیمانؑ نے اپنے غلاموں سے ملکہ بلقیس کے تخت اٹھانے کی مدد مانگی تھی۔ (القرآن۔ نمل)

جب غلاموں کی شان یہ ہے تو شہنشاہوں کے مقام کا عالم کیا ہوگا۔ شیخ المحدثین، سند المحققین امام شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ اور مقتدائے وہابیت میاں صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد اس حدیث کا معنی اور مطلب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں یعنی حضرت ربیعہ نے بتایا کہ حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ دنیا اور آخرت کی جو خیر (بھلائی) چاہے مانگ لے اور اطلاق سوال سے جو فرمایا۔ ''سل''، مانگ کسی مطلوب خاص سے تخصیص نہ کی معلوم ہوتا ہے کہ تمام کام حضور ﷺ

کے ہاتھ میں ہیں جو چاہیں جس کے لئے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اجازت سے عطا فرماتے ہیں۔ دنیا اور آخرت یا رسول اللہ آپ کے جود وسخا سے کچھ حصہ ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علوم سے کچھ حصہ ہے۔ (اے مسلمان) اگر تو دنیا اور آخرت کی آرزو رکھتا ہے تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو جو جی میں آئے مانگ۔ (ترجمہ از مقام رسول ص ۱۰۳ و ص ۳۱۱، اشعۃ اللمعات ج ا ص ۳۹۶۔ مسک الختام بھوپالی غیر مقلد ج ا ص ۵۲۱)

(نوٹ) نماز بلا شبہ عبادت خدا ہے مگر عادت مصطفے ہے جس محبوب کی اداؤں کو بارگاہ الوہیت میں حاصل ہے اس محبوب کی ذات وصفات کی مقبولیت کا مقام کیا ہوگا۔

مقام محبت

حضرت سیدنا ابوبکرؓ کی عبادت وریاضت مثالی تھی مگر ان کے بارے میں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ما فاق ابوبکر بکثرۃ الصلوٰۃ والصیام و لکن بشیء و قر فی قلبه (سبع سنابل فارسی ص ۱۰)

ترجمہ۔ یعنی ابوبکر نمازوں اور روزوں پر کثرت کی وجہ سے سبقت نہیں لے گئے لیکن اس چیز کی وجہ سے جو ان کے دل میں ڈال دی گئی ہے۔ (مترجم ص ۶۲) غار ثور میں حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے سرکار پر انوار ﷺ پر اپنی جان واری اور ایمان والوں کو سبق دے گئے کہ محبوب خدا ﷺ پر جان قربان کر دینا شیوۂ عاشقی ہے اور اسی طرح مقام صہبا میں سرکار علی پاک حیدر کرارؓ نے نماز عصر، جس کی حفاظت کا حکم بارگاہ الوھیت سے جاری وساری ہے سرکار ابد قرار کے آرام پر قربان کر دی اور آپ نے غلامان رسول کریم ﷺ پر ثابت کر دیا کہ ہر فرض پر اطاعت وخدمت رسول ﷺ کا فرض فوقیت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس حقیقت کے سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین) شیخ المسلمین مولانا امام شاہ احمد رضا قادریؒ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز — اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے — اور حفظ جان تو جان فروض غرر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں — اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

محبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یارسول اللہ! قیامت کب آئیگی؟ آپ نے فرمایا تو نے اس کیلئے کیا تیار کر رکھا ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے بہت نمازوں ،روزوں اور خیرات کا سامان تو نہیں کیا مگر یہ کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں ۔آپ نے فرمایا تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت کرتا ہے۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۱۱ و ص ۱۰۵۹)

(۲) طبرانی نے قابل قبول سند سے اور نعیم وضیاء نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اپنی جان اور اولاد سے بھی زیادہ پیارے ہیں مگر میں گھر میں ہوتا ہوں اور آپ کی یاد آ جاتی ہے تو جب تک حاضر ہو کر شرف زیارت حاصل نہ کرلوں قرار نہیں آتا لیکن جب مجھے اپنی موت اور سرکار کے وصال کا تصور لاحق ہوتا ہے تو خیال کرتا ہوں کہ (مرنے کو بعد یہ شرف زیارت حاصل نہ ہو سکے گا کیونکہ) آپ جنت میں انبیاء کرام کے ساتھ بلند و بالا درجہ میں ہونگے اور میں اگر جنت میں پہنچ بھی گیا تو اندیشہ ہے کہ آپ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (ابھی) کوئی جواب نہ دیا تھا کہ (اچانک)جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہو گئے۔

ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصلحین (۴/۶۹)

ترجمہ۔ جو اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کرے تو وہ لوگ ان کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا جو انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں۔

(۳) طبرانی نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے ابن ابی حاتم نے مسروق کا بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا تھا (اب تو تھوڑی دیر کیلئے بھی) آپ سے جدا رہنا ہمیں گوارہ نہیں ہے وفات کے بعد تو آپ کو اتنا بلند و بالا درجہ پر پہنچا دیا جائے گا

کہ ہم آپ کو دیکھ بھی نہ سکیں گے (تفسیر مظہری ج ۲ ص ۱۶۰ و تفسیر ابن کثیر ج ا ص ۵۲۲ و ص ۵۲۳)

(۴) امام بغوی نے لکھا ہے کہ ان آیات کا نزول حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ثوبان کے متعلق ہوا تھا۔ ثوبان کو حضور ﷺ سے بڑی محبت تھی ان کو آپ کے بغیر قرار ہی نہ آتا تھا ایک روز خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو چہرے کا رنگ اترا ہوا تھا غم کے آثار ظاہر تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ''ثوبان تیرے چہرے کا رنگ بدلا ہوا کیوں ہے؟'' ثوبان نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی دکھ درد نہیں بس اتنی بات ہے کہ حضور کی زیارت نہیں ہوتی تو جی بالکل اچاٹ ہو جاتا ہے اور جب تک زیارت نہ کرلوں چین نہیں آتا، پھر آخرت کا تصور کرتا ہوں تو ڈر لگتا ہے کہ وہاں مجھے آپ کا دیدار نہ ہوگا کیونکہ انبیاء کرام کے ساتھ آپ تو اونچے درجے پر فائز ہوں گے اور میں اگر جنت میں چلا بھی گیا تو آپ کے درجے سے بہت نچلے مقام پر ہوں گا اور جنت مین داخلہ نہ ملا تو پھر کبھی دیدار میسر نہ آئے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری ج ۲ ص ۱۶۱۔ خزائن العرفان تحت آیت ھذا۔ ضیاء القرآن ج ا ص ۳۶۳)

مسجد ضرار

والذین اتخذوا مسجدا ضرارا و کفرا و تفریقاً بین المؤمنین وارصاداً لمن حارب اللہ و رسولہ من قبل و لیحلفن ان اردنا الا الحسنٰی و اللہ یشھد انھم لکذبون. (توبہ آیت ۱۰۷)

ترجمہ۔ اور وہ (منافق) لوگ جنہوں نے مسجد بنائی نقصان پہنچانے اور کفر کرنے اور مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور پناہ گاہ بنانے کیلئے اس شخص کی۔ جو پہلے سے جنگ کر رہا ہے اللہ اور اس کے رسول سے۔ اور وہ ضرور قسمیں کھائیں گے کہ ہم نے بھلائی کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ بے شک وہ ضرور جھوٹے ہیں (البیان ص ۲۶۳)

مدینہ منورہ کے بارہ منافقوں کو ابو عامر راہب (دشمن رسول ﷺ) نے مسجد بنانے اور اس کو اسلحہ سے بھرنے کا حکم دیا منافقوں نے مسجد بنا ڈالی اور اس میں جمع ہو کر رسول ﷺ کی عیب جوئی کرنے لگے اور آپ کا مذاق اڑانے لگے۔

کانو ایجتمعون فیه ویعیبون النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویستھزون بہ. (تفسیر مظہری ج۴ص۲۹۶)

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پانچ غلاموں کو حکم دیا کہ جاؤ اور ان منافقوں کی مسجد کو ڈھا دو اور اس کو جلا دو پانچ صحابہ کرام مغرب وعشاء کے درمیان وہاں پہنچے جب کہ وہ منافق مسجد میں موجود تھے ان کی مسجد کو آگ لگا دی اور ڈھا کر اس کو زمین کے برابر کر دیا، بحکم سرکار وہاں کوڑا کرکٹ مردار جانور اور غلاظتیں ڈالی جانے لگیں۔ معلوم ہوا کہ جس مسجد میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عیب جوئی ہو اس میں نماز پڑھنا تو کجا جانا بھی منع ہے۔ کیونکہ وہ مسجد بیت اللہ نہیں بلکہ مسجد ضرار نقصان پہنچانے والی ہے اور کفر پھیلانے والی۔

شر پھیلانے والے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے واضلہ اللہ علی علم.

ترجمہ۔ اور گمراہ کیا ہے۔ اللہ نے اس کو علم پر۔ یعنی ایسے لوگ بھی ہوں گے جو علم پر گمراہ رہیں گے اور فتنہ وفساد پھیلا کر خوش ہوں گے چنانچہ امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ مخبر صادق ھادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں اسلام کا صرف نام باقی رہے گا اور قرآن مجید کی صرف تلاوت باقی رہے گی بظاہر مسجدیں آباد نظر آئیں گی لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی۔ اس دور کے عالم آسمان کے نیچے بدترین ہوں گے، انہیں سے فتنے ظاہر ہوں گے اور وہ فتنے انہیں پر لوٹ پڑیں گے۔ (مشکوۃ کتاب العلم) یعنی وہ لوگ قرآن پڑھنے اور مساجد بنانے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندوں سے بغاوت کریں گے اور بتوں کی مذمت میں نازل شدہ آیات کو انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کے لئے جانیں گے اور ان کی توھین وتنقیص کر کے خوش ہوں گے (اللہ تعالیٰ ہم سبکو ان کے شر سے بچائے (آمین)

مسائل نماز

س ☆ نماز میں طہارت کی کیا ضرورت ہے؟

ج ☆ نماز کے لئے طہارت ایسی ضروری چیز ہے کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، بلکہ جان بوجھ کر بغیر طہارت کے نماز پڑھنا کفر ہے۔ کیونکہ جس نے بغیر غسل کے یا بغیر وضو کے نماز پڑھی اس نے عبادت کی توہین کی ہے اور نماز و عبادت اور شعائر اللہ کی توہین و بے ادبی کفر ہے (ملخصا بہار شریعت ح ۲ ص ۶) ہادی عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے (رواہ احمد)

غسل کے فرض

س ☆ غسل کے فرض کتنا ہیں اور ان کے ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

ج ☆ غسل کے تین فرض ہین (۱) کلی کرنا یہاں تک کہ منہ کے ہر پرزے تک پانی پہنچ جائے۔ (۲) ناک میں پانی ڈالنا یہاں تک کہ نتھنوں کی نرم جگہ تک پانی پہنچے۔ (۳) ظاہر بدن یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک سارے جسم پر پانی بہ جائے۔ (بہار شریعت وغیرہ)

مسئلہ اگر نہانے کی ضرورت نہ ہو پھر وضو کرنا چاہیے جب تک وضو برقرار رہے تو اسی وضو سے عبادت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ مگر وضو پر وضو کر لینا از روئے حدیث نور علی نور ہے۔ نماز جنازہ والے وضو سے بھی ہر عبادت ہو سکتی ہے۔

وضو کے فرض

س ☆ وضو کے فرض کتنا ہیں؟

ج ☆ اللہ تعالیٰ نے وضو کے چار فرض مقرر کئے ہیں سورۃ المائدہ کی آیت ۶ میں ہے۔ کہ جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے منہ دھولو، اور اپنی باہیں کہنیوں تک دھولو اور اپنے سروں کا مسح کرو اور

اپنے پاؤں کو گٹوں تک دھولو، قرآنی ترتیب کے مطابق وضو کرنا رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ امیر المومنین سیدنا علی کریم کرم اللہ وجہہ وضو کے آخر میں پاؤں دھوتے تھے۔ (ترمذی ج ا ص ۷ انسائی ج ا ص ۲۷ وص ۲۸ وص ۳۱۔ ابوداؤد ص ۱۰ و ص ۱۶، ابن ماجہ ص ۳۹، ابن حبان ج ۳ ص ۱۴۳ مشکوۃ ص ۴۶ مسند امام اعظم ص ۹۴)

شیعہ حضرات کے معتبر امام ابو جعفر طوسی (الاستبصار ج ا ص ۶۵، ص ۶۶ اور اسی کے ص ۴۷ پر اور تہذیب الاحکام ج ا ص ۹۳ طبع تہران) میں لکھتے ہیں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام وضو کے آخر میں پاؤں دھوتے تھے اور پاؤں دھونے کا حکم فرماتے تھے۔ جناب ابو علی فارسی نے ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک قوم کو وضو کرتے دیکھا جو پاؤں کی ایڑیاں نہ دھو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا ایڑیاں خشک رکھنے والوں کے لئے ویل جہنم کی آگ ہے (مجمع البیان ج ۲ طبع قم ایران ۱۴۰۳ھ)

اذان

س ☆ اذان کس طرح دیں؟

ج ☆ زمانہ نبوت سے لے کر آج تک مکہ شریف و مدینہ منورہ میں جو اذان دی جاتی ہے جس میں پہلے چار بار اللہ اکبر ہے اور دو بار شہادت توحید دو بار شہادت رسالت اور دو بار "حی علی الصلوۃ" دو بار "حی علی الفلاح" اور دو بار "تکبیر" اور ایک بار "تھلیل" یہ اذان دیں (یہ اذان ابوداؤد ج ا ص ۷۱ باب کیف الاذان) کی پہلی حدیث میں موجود ہے۔ ہاں البتہ صبح کی اذان میں "حی علی الفلاح" کے بعد دو بار "الصلوۃ خیر من النوم" کہنا سنت سے ثابت ہے۔ (اذان کی حدیثیں ابن حبان ج ۴ ص ۹۴ اور ابوداؤد ج ا ص ۷۲ اور دیگر کتب احادیث مثلاً بخاری ج ا ص ۸۵ و مسلم ج ا ص ۱۶۴ و نسائی ج ا ص ۱۰۳ وغیرہ میں ملاحظہ کریں۔ اہل تشیع حضرات کے معتبر فقیہ علامہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۲ھ نے اپنی کتاب (الاستبصار ج ا ص ۳۰۵ و ۳۰۶ مطبوعہ تہران) میں حضرت ابو عبداللہؒ سے جو اذان نقل کی ہے وہ اہلسنت کی اذان کی طرح ہے صرف اس میں "حی علی الفلاح" کے بعد دو بار "حی علی خیر العمل" کا اضافہ ہے۔ (۲) علامہ ابو جعفر نے حضرت امام ابو جعفرؒ سے حضور ﷺ کی شب معراج میں بیت المعمور والی اذان و اقامت بھی نقل کی ہے اس میں بھی صرف "حی علی خیر العمل" کو دو بار کہنے کا ذکر ہے۔

(۳) حضرت ابوعبداللہ نے خود جو اذان دی ہے اس میں بھی صرف ''حی علی خیر العمل'' کو دو بار کہنے کا ذکر ہے۔ (۴) معلیٰ بن خنیس نے حضرت ابوعبداللہؑ سے جو اذان سنی تھی اس میں بھی دو بار ''حی علی خیر العمل'' کے اضافے کے سوا کسی اور کلمے کا اضافہ نہیں ہے (دیکھو الاستبصار ج ا ص ۳۰۵ و ص ۳۰۶)

مسئلہ ☆ اذان سے پہلے اور اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنا اذان میں اضافہ قطعاً متصور نہیں ہوگا کیونکہ مسلمانوں میں اذان کی ابتداء وانتہاء معروف ومشہور ہے۔ مثلاً کسی کے سامنے درود شریف پڑھیں اور اس سے پوچھیں کہ کیا یہ اذان ہے؟ تو وہ فوراً کہے گا یہ درود شریف ہے اذان نہیں۔ اذان کو درود شریف بھی کوئی نہیں کہتا لہٰذا درود شریف کو اذان کا اضافہ کہنا یا اس کا جز بنانا بغض رسول ﷺ کا نتیجہ ہے اور درود شریف سے روکنا قرآن سے بغاوت ہے۔ جامع صغیر کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس کام کی ابتداء میں اللہ عزوجل کا نام لیا جائے اور مجھ پر درود پڑھا جائے تو اس میں برکت ہی برکت ہوتی ہے۔ اور مسلم کی روایت میں ہے کہ اذان کے بعد فوراً مجھ پر درود پڑھو اور اس کے بعد وسیلہ والی دعا مانگو۔

اذان کے بعد درود، دعا کا ثبوت

س ☆ اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر دعا مانگنے کا کوئی ثبوت ہے؟

ج ☆ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''یاایھا الذین امنو اصلوا علیہ وسلموا تسلیما'' (پارہ نمبر ۲۲ الاحزاب آیت نمبر ۵۶)۔ ترجمہ: اے ایمان والو! درود پڑھو ان نبی کریم پر اور خوب سلام پڑھو۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر شب وروز کے ہر لمحے میں درود پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اور اسکے پڑھنے کیلئے کوئی وقت متعین نہیں کیا۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شب وروز کے ہر لمحے میں اللہ کو اپنے محبوب کی ذات بابرکات پر درود شریف پڑھنا محبوب و مطلوب ہے (الاما قام علیہ دلیل المانع) اور اللہ تعالیٰ کے حکم مطلق کی تفسیر

میں شارع اعظم بانی دین متین ﷺ نے ایک مقام کا تعین فرماتے ہوئے حکم دیا کہ اذان کے بعد بھی درود شریف پڑھا کرو۔ چنانچہ ارشاد رسول کریم ﷺ ہے جس کے راوی حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص ؓ ہیں۔ فرمایا کہ جب موذن سے اذان سنو، تو تم بھی اسی طرح پڑھو۔ اذان کے بعد میری ذات پر درود شریف پڑھو کیونکہ جس نے ایک بار درود شریف پڑھا اللہ تعالی اس پر دس (۱۰) رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (مسلم شریف ج اص ۱۶۶، ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲، نسائی ج اص ۱۱۰، ابوداؤد ص ۷۷، مشکوٰۃ ص ۶۴)

یہ حکم موذن اور اذان سننے والے ہر مسلمان کے لئے ہے اور جو مسلمان حوائج ضروریہ میں مصروف ہوں تو وہ اس حکم کے تابع نہیں ہیں۔ قرآن مجید کی آیت اور اس کی تفسیر یعنی حدیث رسول کریم ﷺ سے جو مسئلہ ثابت ہو اس کو ناجائز یا بدعت یا ضلالت یا کفر و شرک کہنا خود بدعت و ضلالت وغیرہ کا ارتکاب کرنا نہیں تو اور کیا ہے؟ اذان کے بعد درود اور سلام پڑھنے کا انکار کرنے والوں کے بزرگ اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کا حکم دیتے ہوئے لکھتے ہیں اور اذان کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے۔

اللھم رب ھذہ الدعوة التامة و الصلاة القائمة آت محمدن الو سیلة و الفضیلة و الدرجة الرفیعةوابعثه مقاما محمود ان الذی و عدته وارزقنا شفاعته یوم القیمة انك لاتخلف المیعاد۔ ترجمہ۔ اے اللہ! اے اس دعوت کامل اور کھڑی ہونے والی نماز کے رب تو محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت اور بلند درجہ عطا فرما اور ان کو اس مقام محمود پر پہنچا دے جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ہم کو قیامت کے دن ان کی شفاعت سے بہرہ مند فرما۔ بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ بہشتی گوہر حصہ ۱۱ ص ۲۲ مطبوعہ نور محمد کراچی۔ مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی۔ یہی عبارت، علم الفقہ حصہ دوم ص ۱۸۵ پر مولوی عبدالشکور دیوبندی نے لکھی ہے۔ مولوی محی الدین غیر مقلد وھابی نے لکھا ہے۔ بعد اس اذان کے حضرت نبی کریم ﷺ پر درود بھیجیں۔ (فقہ محمدیہ حصہ اول ص ۲۰) حامئی وہابیت مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ (الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ) کو درود شریف کے ضمن میں کہیں اور یہ عقیدہ کریں کہ ملائکہ اس درود شریف کو آپ کے پیش عرض کرتے ہیں تو درست ہے (فتاوئی رشیدیہ ص ۳۳۴)۔ غیر مقلدوں نے لکھا ہے کہ غلبہ محبت کی بناء پر یا رسول اللہ کہنا جائز ہے۔ (فتاوئی نذیریہ ج اص ۲۲۳ اور ہدیۃ المہدی ج اص ۲۴) پر ہے کہ یا رسول اللہ، یا علی اور یا غوث پکارنا

ثابت ہوا ہے کہ اذان کے بعد " الصلوٰۃ و السلام علیك یا رسول الله "پڑھ کر اس کے بعد دعائے وسیلہ کی جائے۔ حدیث مذکورہ بالا کے بہت حوالے ہیں صرف علماء دیوبند وہابیہ کی مستند کتابوں کے حوالے ملاحظہ کریں۔ (جلاء الافہام ص ٦١ مظاہر حق ج ١ ص ٢٣٥ بہشتی زیور ج ١١ ص ٢٢ تبلیغی نصاب ص ٧٢٦ ۔ علم الفقہ حصہ دوم ص ٥٨) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھنے اور دعا مانگنے کا حکم خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ لہذا اس کے جائز و مستحب ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (شفا شریف ج ٢ ص ٥٢ فتاویٰ شامی ج ١ ص ٢٨٧ و ص ٣٨٣ و در مختار ج ١ ص ٢٨٧ القول البدیع ص ١٨٦ و ص ١٩٣) میں اس کی صراحت موجود ہے۔ دیوبندی علماء اس بات پر متفق ہیں کہ (الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ) بھی درود شریف ہے ہم نے دیوبندیوں کی کتابوں کے حوالے اپنے رسالے ''یارسول اللہ کہنے کا جواز'' میں جمع کر دئے ہیں اب چند کتابوں کے نام ملاحظہ ہوں مثلاً (مجموعة الفتاویٰ ج ٣ ص ٤٢ و علم الفقه ج ٢. ص ١٥٩ و فتاویٰ رشیدیه ص ٣٣٢ و اخفا الذکر ص ٣٢ و فیوض قاسمیه ص ٤٨ جمال الاولیاء ص ٣٩ باغ جنت ص ٣٨٦ الشهاب الثاقب ص ٦٤ جلاء الافهام ص ٢٥٨ تبلیغی نصاب ص ٧٨٩ کلیات امدادیه ص ٨ و ص ٥٠ و ص ٥١ و ص ٧٦ و شمائم امدادیه ص ٥٢ امداد المشتاق ص ٥٩ غوث الاعظم ص ٣٣)

غیر مقلدوں کی کتاب (ھدیۃ المہدی ص ٢٣) ان تمام کتابوں میں لکھا ہے کہ (الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول الله) پڑھنا چاہیے۔ لہذا اس درود شریف کو ہر اذان کے بعد پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ عرب کے علماء بھی اس درود شریف کے مخالف نہیں ہیں بلکہ نجدی، وہابیا اس کے پڑھنے سے روکتے ہیں۔ چنانچہ مولوی حسین احمد صدر مدرس مدرسہ دیوبند نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہابیہ، عرب (نجد) کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ (الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول اللہ) کو سخت منع کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگر چہ بصیغہ خطاب اور نداء (الصلوٰۃ و السلام علیک یا رسول الله) کیوں نہ ہو مستحب و

متعلقین (دیوبندیوں) کو اس کے پڑھنے کا امر (حکم) کرتے ہیں ۔ (الشہاب الثاقب ص ۶۵)۔

جناب خلیل احمد دیوبندی کے استاد علامہ امام احمد دحلان مکی فرماتے ہیں کہ اذان کے بعد درود شریف سے روکنا نجدیوں، وہابیوں کا پیشہ ہے ۔ (الدرر السنیه عربی ص ۴۵ ص ۵۹ ،خلاصة الکلام ج ۲ ص ۲۳۶ ۔ الفجر الصادق ص ۱۸) معلوم ہوا کہ نجدی وہابی غیر مقلد، دیوبندی وغیرہ اذان کے بعد درود شریف سے روک کر اللہ تعالی کے رسول اللہ ﷺ کے مخالفت پر کمر بستہ ہیں ۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ قرآن مجید و حدیث پر عمل کرتے ہوئے اذان کے بعد دل کھول کر درود اور سلام کی دھن لگائیں اور تھانوی دیوبندی کی طرح پڑھیں ۔

﴿قسم بقبلۂ روئے تو یار رسول اللہ   رواست سجدہ بسوئے تو یا رسول اللہ﴾

(بوادر النوادر ص ۱۳۹ ۔ السنة الجلیه ص ۱۰۱)

انگوٹھے چومنا

س ☆ کیا انگوٹھے چومنا جائز ہے؟

ج ☆ جب موذن "اشهد ان محمد رسول الله" کہے تو سننے والوں کو چاہیے کہ درود شریف (الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ) پڑھے اور مستحب یہ ہے کہ انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے اور دوسری بار انگوٹھے چوم کر یہ کہے "قرت عینی بك یا رسول الله اللهم متعنی بالسمع والبصر" (بہار شریعت حصه ۳ ص ۳۱ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۲۹ ۔ تفسیر جلالین ص ۳۵۷ حاشیه نمبر ۱۸،۱۳ تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۴۱۰ و ج ۷ ص ۲۲۸ و ص ۲۲۹ ،وضوعات کبیر ص ۱۰۸ ،تذکرت الموضوعات ص ۳۴ للفتنی ۔ نهج السلامة و تقبیل الا بهامین از امام اهل السنته ۔ ضیاء الصدور ص ۳۳ مقام رسول ص ۱۳۴)

دیوبندیوں کے مستند عالم ،مولانا عبد الحی لکھنوی نے (مجموعۃ الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۲) پر انگوٹھے چومنے کے استحباب کا فتویٰ دیا ہے ۔ حکیم امت دیوبند جناب اشرف علی تھانوی نے (بوادر النوادر ص ۴۰۹) پر انگوٹھے چومنے کے فضائل والی چار حدیثیں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ ،اور اگر صحت بدنیہ یعنی حفاظت چشم کی نیت سے (یہ عمل) کیا جاوے وہ ایک قسم کی طبی تدبیر ہے ۔ سو وہ فی نفسہ جائز ہے ۔ جناب عبد الشکور صاحب لکھنوی دیوبندی نے (علم الفقه حصه دوم ص ۱۵۹) پر جامع الرموز و کنز العباد کے حوالے سے انگوٹھے چومنا مستحب نقل

کیا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۹۰ وص ۱۲۵) پر بھی اسی طرح ہے۔ معلوم ہوا کہ دیوبندی علماء بھی انگوٹھے چومنے کے قائل ہیں۔ کتب اہل السنۃ میں لکھا ہے کہ رسول کریم علیہ التحیہ والتسلیم نے اس عمل کو پسند فرمایا ہے اور عامل کو آنکھ کی حفاظت اور شفاعت و بہشت کی بشارت دی ہے۔

(مقاصد حسنہ للسخاوی و ھامش تفسیر جلالین ص ۳۵۷ فتاوی شامی ج ۱ ص ۳۹۲ و نہج السلامۃ)

،مطلقاً حضور پرنور ﷺ کا نام مبارک چومنے کیلئے ملاحظہ کریں۔ (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱٦، انیس الجلیس ص ۲٤٥ مثنوی مولانا روم ج ۱ ص ۱۰۲)

پگڑی کی فضیلت

س ☆ ننگے سر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

ج ☆ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے خذو ازینتکم عند کل مسجد (الایۃ، الاعراف آیت ۳۱)

(ترجمہ) ”تم لوگ ہر نماز کے وقت اپنے کپڑے لے لیا کرو“ یعنی اپنے کپڑے پہن کر نماز پڑھا کرو اور کپڑوں میں عمامہ بھی داخل ہے، کیونکہ عمامہ ایک مسنون کپڑا ہے، فرمایا رسول اکرم ﷺ نے ”ہمارے اور مشرکین کے درمیان یہ فرق ہے کہ ہمارے عماموں کے نیچے ٹوپیاں ہوتی ہیں“ دیکھو۔ (ترمذی و ابوداؤد) اور احمد اعظم گھڈھی، غیر مقلد اور نذیر حسین غیر مقلد نے (فتاوی نذیریہ ج ۳ ص ۳۷۳) اسی طرح لکھا ہے۔ اس حوالے سے ثابت ہوا کہ قرآن و حدیث میں عمامہ یا ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے کا حکم ہے جو غیر مقلدوں پر حجت ہے۔ (۲) امام علامہ سراج الامۃ حضرت امام اعظمؒ متوفی ۱۵۰ھ، نماز کیلئے عمامہ کا بھی خاص اہتمام کیا کرتے تھے۔ (تفسیر روح البیان ج ۳ ص ۱۵٤) (۳) تاتارخانیہ میں ہے کہ مرد کے لئے مستحب ہے کہ تین کپڑوں میں نماز پڑھے۔ قمیض، چادر، پگڑی (فتاوی نذیریہ ج ۳ ص ۳۷۲) (٤) حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ جو نفل اور فرض عمامہ باندھ کر پڑھے جائیں وہ بغیر عمامہ والے پچیس نفل و فرض نماز کے برابر ہیں اور عمامہ باندھ کر پڑھا جانے والا جمعہ بغیر عمامہ والے ستر (۷۰) جمعوں کے برابر ہے۔ (ابن عساکر، ابن النجار، فتاوی رضویہ، ج ۳ ص ۹٤ و ص ۹٥ طبع لائل پور) شیخ المحدثین جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد ”صح“ کا لفظ لکھا ہے جو صحیح کا مخفف ہے۔ یعنی یہ حدیث صحیح ہے (جامع صغیر ج ۲ ص ۵۰، باب الصاد) (۵) حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ

نے فرمایا، ایسے دو رکعتیں جو عمامہ باندھ کر پڑھی جائیں وہ بغیر عمامہ والی ستر رکعتوں سے بہتر ہیں (مسند فردوس۔ جامع صغیر ج ۲ ص ۲۵۔ فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۹۹) امام سیوطی نے اس حدیث کو نقل کرنے کو بعد ''ض'' لکھا ہے یعنی یہ حدیث ضعیف ہے مگر انہوں نے اپنی کتاب (جامع صغیر) کے دیباچہ میں فرمایا ہے کہ میں اپنی اس کتاب میں میں ایسی کوئی روایت نہیں لکھوں گا جو صرف موضوع اور من گھڑت طریقے سے مروی ہو۔ یعنی یہ بات واضح ہوگئی کہ اس حدیث کو بالکل نا قابل قبول ٹھہرانا درست نہیں بلکہ حدیث ضعیف بھی فضائل میں قابل اعتبار ہوتی ہے۔ (مقام رسول ص ۲۹۸ بحوالہ مرقات ج ۱ ص ۲۵۳) وہابیوں کی (براھین قاطعہ اور علم الفقہ اور فتاوی دیو بند) میں ہے کہ فضائل میں حدیث ضعیف قبول ہے۔ شیخ محقق رح نے فرمایا ہے ''و معمول بہ فی فضائل الاعمال'' (مقدمہ مشکوٰۃ ص ۶ وص ۷) یعنی فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے۔ علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے لکھا ہے ''یجوز روایۃ الضعیف ترغیبا او ترھیبا'' (کوثر النبی ص ۱۸) ضعیف روایت پر رغبت یا رھبت کیلئے عمل کرنا جائز ہے۔ ابن عمر کی صحیح روایت بھی پیش نظر رہے۔ (۶) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا قادری رض فرماتے ہیں ''فضل صلوٰۃ با لعمامہ (پگڑی سے نماز پڑھنے کی فضیلت) میں احادیث۔۔۔ در بارہ فضائل۔۔۔ مقبول، اور عند التحقیق ان پر (عمل کرنے کا) حکم ہے (فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۹۴) یعنی حکم وعمل کی وجہ سے حدیث ضعیف پر کچھ اعتراض نہیں بلکہ اس پر عمل کرنے کا حکم ہے لہذا نماز میں عمامہ وغیرہ سر پر باندھنا افضل و مستحب ہے۔ (۷) مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی نے لکھا ہے، فقہاء نے ننگے سر نماز پڑھنے کو مکروہ لکھا ہے۔ (فتاوی دار العلوم دیو بند ج ۲ ص ۱۰۹) (۸) مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے، برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے (بہشتی زیور ح ۱۱ ص ۶۱) (۹) نیز اس مسئلہ کے لیے دیکھو'' رد المحتار باب ما یفسد الصلوٰۃ و ما یکرہ فیھا'' (ج ۱ ص ۵۹۹) (۱۰) درمختار علی ہامش (ردالمحتار ج ۱ ص ۵۹۹ وص ۶۰۰)

(۱۱) فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۹۴، وص ۹۷ تا ص ۱۰۱ وص ۴۷۰ (۱۲) ملفوظ مخدوم (حضرت مخدوم جہانیاں جہانگشت'' ج ۲ ص ۹۷۹ طبع ملتان

(۱۳) فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۶ (۱۴) بہار شریعت ح ۳ ص ۱۳۹، خلاصہ یہ کہ (۱) اگر بہ نیت تواضع و عاجزی ہو، تو جائز ہے (اور بحالت احرام سر ڈھانپنا منع ہے)، (۲) اگر بوجہ سستی ہو تو مکروہ ہے۔ (۳) اگر نماز کو بے قدر وہلکا سمجھ کر ایسا کرے تو کفر ہے (جس طرح غیر مقلد کرتے ہیں

مسلک کی مشہور کتاب ''فتاوی نذیریہ ج ۳ ص ۲۷۳ پر ہے'' عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے، کیونکہ رسول ﷺ اور صحابہؓ اوران کے بعد والے عام طور پر عمامہ کی موجودگی میں اس کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ ۔۔۔نماز باعمامہ مستحب و افضل ہے۔۔۔۔شک نہیں کہ نماز با عمامہ کو بے عمامہ پر فضیلت ہے۔۔۔۔خلاصہ یہ ہے کہ نہ عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے، اور نہ نماز باعمامہ، اور نماز بے عمامہ، دونوں برابر ہیں۔ بلکہ نماز با عمامہ کو نماز بے عمامہ پر فضیلت ہے۔۔۔۔جمعہ کی نماز ہو یا کوئی اور نماز رسول ﷺ اور صحابہؓ عمامہ باندھ کر نماز پڑھتے تھے۔ بلفظہ۔ غیر مقلدو! ضد چھوڑ دو عمامے باندھ کر افضل کام کرو اور رسول ﷺ اور صحابہ کرام کے طریقے پر چلو اور اپنے گھر کا ایک اور زبردست حوالہ پڑھو۔ (۱۶) مولوی عبدالرحمٰن بھوجیانی غیر مقلد کی وجہ سے موضع بھوجیاں میں کوئی شخص ننگے سر چل پھر نہیں سکتا تھا اور نماز پورے اہتمام سے سر پر پگڑیاں، رومال وغیرہ باندھ کر ادا کی جاتی تھی، مگر آج کل بعض جگہ پر رومال وغیرہ تو ان کے پاس ہوتا ہے صرف ضد کی وجہ سے رومال آگے پھینک کر ننگے سر نماز ادا کرنے پر فخر کرتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے کہ لوگ سروں سے فخریہ ننگے پھریں گے، یہ قرب قیامت کی نشانی ہے، ضد، حسد اور عناد سے ہمیشہ بچو ان سے اعمال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

(ارباب طریقت ص ۴۵۹)

قیام برائے نماز

س ☆ جماعت کیلئے کب کھڑا ہونا چاہیے؟

ج ☆ اذان اور اقامت بیٹھ کر سننا چاہیے اور جماعت کی صف بندی کیلئے اس وقت کھڑا ہونا چاہیے جب مکبر ''حی علی الصلوٰۃ'' کہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ''جب تک مجھے نہ دیکھو کھڑے نہ ہوا کرو''۔

(بخاری ج ۱ ص ۸۸، نسائی ج ۱ ص ۱۱، ترمذی، مشکوٰۃ ص ۶۴، جد الممتار ج ۱ ص ۲۰۷)

امام مکہ حضرت علی قاری فرماتے ہیں کہ ہادی عالم ﷺ ''حی علی الصلوٰۃ'' کے وقت مسجد کے محراب میں جلوہ فگن ہوتے تھے۔ اس لئے فقہاء کرام نے فرمایا کہ مستحب یہی ہے کہ امام و مقتدی ''حی علی الصلوٰۃ'' کے وقت کھڑے ہو جائیں اور صف بندی کر لیں (مرقات بر مشکوٰۃ ص ۶۴ نمبر ۱۔ اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۳۰۸، مظاہر حق ج ۱ ص ۲۳۱ کشف الغمہ (امام شع

شامی ج ۱ ص ۲۹۵ ، شرح وقایه مع ترجمه مصباح الهدایه ص ۹۰ . کنز الدقائق ص ۳۲ طبع دیوبند .نور الایضاح ص ۸۰ . مراقی الفلاح ص ۱۲۶ ، فتاوی رضویه ج ۲ ص ۴۱۸ . بهار شریعت) دیوبندیوں کے فتاوی میں ہے کہ ''فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ آداب نماز میں سے ہے، یہ کہ جس وقت تکبیر میں ''حی علی الفلاح '' کہے اس وقت امام اور مقتدی کھڑے ہوں اور جس وقت ''قد قامت الصلوٰة'' کہے اس وقت امام نماز شروع کر دے، اگر ختم تکبیر کے بعد شروع کرے تو یہ اچھا ہے''۔(فتاوی دیوبند بھارت ج ۳

نماز میں پاؤں کا فاصلہ

س ☆ نماز میں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ ہو؟

ج ☆ فقیہ اعظم اسلام، امام احمد رضاؒ فرماتے ہیں کہ نماز میں پاؤں کے درمیان چار انگلیوں کا فاصلہ رکھا جائے یہی ادب ہے اور یہی سنت ہے اور یہی ہمارے امام اعظمؒ سے منقول ہے (فتاوی رضویہ ج ۲ ص ۲۷) یعنی سنت سے یہ ثابت ہے کہ پاؤں کے مابین چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہیے اور پاؤں کو زیادہ پھیلانا خلاف سنت ہے۔ تعجب ہے کہ غیر مقلدوں نے پندرھویں صدی لگتے ہی اپنے نمازیوں کے سر اور چوتڑ کو خاص نشانہ بنایا ہے کہ ان کے سر سے کپڑا اتروادیا اور ٹانگیں پھیلوانی شروع کر دیں جس طرح اونٹ اور بکری موتتے کے وقت اپنی ٹانگیں پھیلا دیتے ہیں۔ لگتا ہے کہ انہوں نے امام اعظم کی مخالفت کا قلادہ گلے میں ڈال کر اونٹ و بکری کی تقلید شروع کر دی ہے اور مومنوں کے راستے سے ہٹ گئے ہیں جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے۔ غیر مقلدوں کے شیخ الکل فی الکل ارشاد فرماتے ہیں کہ جب چوتڑ کے کھل جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا تو جانگ کے کھل جانے سے بدرجہ اولیٰ نہیں ٹوٹے گا۔ اس کے بعد فرماتے ہیں (ان ستر العورت فی الصلاة لیس شرطا لصحتها) یعنی چوتڑ وغیرہ چھپائے بغیر بھی نماز ہو جاتی ہے۔ نماز کی صحت میں کوئی خلل نہیں آتا۔

(فتاوی نذیریه ج ۱ ص ۳۳۸)

اس کے بعد والے فتویٰ میں موصوف لکھتے ہیں، اگر کتا کنویں میں گر پڑے اور پانی کا رنگ یا مزہ یا بو تبدیل نہ ہو تو وہ پانی پاک ہے۔

﴿نوٹ﴾ غیر مقلد بننے میں کتنا مزے ہیں چوتڑ نکال کر نماز پڑھیں اور کتوں کے مس شدہ پانی کو پاک مان کر پیئیں، نہائیں اور وضو بنائیں یہ سب آزادی کے کرشمے ہیں۔

﴿نہ غرض کسی سے نہ واسطہ، مجھے کام اپنے ہی کام سے　　اپنے ذکر سے اپنے فکر سے اپنی یاد سے اپنے نام سے﴾

نماز کی شرطیں و فرض

س ☆ نماز کی شرطیں و فرض کتنا ہیں؟

ج ☆ درج ذیل شعر یاد کرلیں۔

﴿فرائض ندانی شوی در قلق　　اججس . نوق . تقق. رسق﴾

دوسرے مصرعے کے ۱۳ حروف ہیں۔ (الف) اندام، جسم پاک ہو" (جیم) جامہ۔ کپڑا پاک ہو (جیم) جگہ پاک ہو (سین) ستر عورت یعنی جسم ڈھانپ لو (نون) نیت کرو (واو) وقت نماز ہو (قاف) قبلے کی طرف رخ کرو (تاء) تکبیر اولیٰ کہو (قاف) قیام کرو (قاف) قرآن پڑھو (را) رکوع کرو (سین) سجدہ کرو (قاف) قعدہ آخری کیلئے بیٹھو۔ خروج بصنعہ یعنی نماز ادا کرنے کے بعد اپنے ارادے سے سلام پھیر کر نماز ختم کرو۔ ان میں طہارت، ستر عورت، جگہ پاک، قبلے کی طرف منہ کرنا، نیت کرنا، تکبیر اولیٰ کہنا شرطیں ہیں اور باقی نماز کے فرض ہیں۔

مسئلہ نماز کی شرطوں و فرضوں پر عمل نہ کرنے سے نماز نہ ہوگی۔ اگر نماز میں فرض چھوٹ جائے تو نماز دوبارہ پڑھنی ہے۔

نماز کے واجب

س ☆ نماز کے واجب کتنا ہیں؟

ج ☆ شعر ملاحظہ ہو۔

﴿چوں واجب ندانی شوی در خطر　　فضنت تقت لقت جسر﴾

دوسرے مصرعے کے ۱۲ حروف ہیں جن سے مراد یہ ہے، (فا) فاتحہ پڑھنا۔ (ضاد) ضم سورت یعنی الحمد

کے بعد کوئی سورت پڑھنا۔ (تاء) تعدیل ارکان ہر رکن کو صحیح طریقے سے ادا کرنا۔ (تاء) تعین سورت یعنی الحمد کے بعد والی سورت کا پہلے تعین کر لینا۔ (قاف) قعدہ اولیٰ پہلی التحیات کیلئے بیٹھنا۔ (تاء) تکبیرات عیدین۔ (لام) لفظ سلام سے نماز ختم کرنا۔ (قاف) دعا قنوت، وتر کی کی آخری رکعت میں پڑھنا۔ (تاء) تشہد آخری التحیات میں پڑھنا۔ (جیم) جہری نماز (یعنی فجر، مغرب، عشاء، جمعہ اور تراویح و وتر اور عیدین) میں امام قرآن بلند آواز سے پڑھے۔ (سین) سری (یعنی ظہر و عصر) میں امام خاموشی سے قرآن پڑھے۔ (را) رعایت ترتیب یعنی جس طرح نماز پڑھنے کا طریقہ مقرر ہے اسی طرح پڑھے۔

مسئلہ واجب کے چھوٹ جانے پر سجدہ سہو ادا کرنے سے نماز ہو جاتی ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ آخری التحیات میں ''عبدہ و رسولہ'' کے بعد داہنی طرف سلام پھر کر دو سجدے کر لیں اور التحیات کو دوبارہ آخر تک پڑھ کر سلام پھیریں۔

نماز کی سنتیں

س ☆ نماز کی سنتیں بیان کریں؟

ج ☆ شعر ملاحظہ فرمائیں۔

﴿چون سنت بدانی شوی مقتدا
روث تبت تست ددا﴾

اس شعر کے دوسرے مصرعے میں ۱۲ حروف ہیں جن کا مقصد یہ ہے۔ (را) رفع یدین کرنا، صرف پہلی تکبیر کے وقت (واؤ) وضع یمین بر یسار۔ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا۔ (ثاء) ثناء پڑھنا۔ (تاء) تعوذ یعنی اعوذ باللہ پڑھنا۔ (باء) بسم اللہ پڑھنا۔ (تاء) تکبیرات انتقال یعنی رکوع وسجدے وغیرہ کیلئے تکبیر کہنا۔ (تاء) توقف قومہ وجلسہ یعنی رکوع کے بعد پورا کھڑا ہو جانا اور پہلے سجدے کے بعد پورا بیٹھ جانا۔ (سین) ''سمع اللہ لمن حمدہ'' رکوع سے اٹھتے ہوئے کہنا۔ (تاء) تسبیحات پڑھنا کم از کم تین بار۔ (دال) درود شریف پڑھنا۔ (دال) دعا پڑھنا۔ (الف) امین کہنا یعنی (ولا الضالین) کے بعد آمین خاموشی سے کہنا بھی سنت ہے

مسئلہ ترک سنت سے نماز تو ہو جاتی ہے لیکن اس کا ثواب کم ہو جاتا ہے اور تارک سنت اللہ عزوجل اور رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں اپنا مقام کھو دیتا ہے۔ قیامت کے دن جنت کا راستہ بھول کر بھٹکتا پھرے گا۔﴿تنبیہ﴾ ایک سنت پر عمل کرنے سے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ (الحدیث)

(دعوت اسلامی کے ماحول میں وابستہ ہو کر سنتیں سیکھیں۔ خود بھی عمل کریں اور دوسرے بہن بھائیوں کی مدد کریں۔ سنتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کو یقینی بنا کر فیضان مدینہ حاصل کریں)

مسئلہ سجدہ کی حالت میں ناک و پیشانی زمین پر لگے رہیں اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین پر ضرور لگا رہے۔ اگر مجبور لوگ اس پر عمل نہ کر سکیں تو کوئی حرج نہیں۔

نماز میں ہاتھ باندھنے کا مسئلہ

س ☆ نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں؟

ج ☆ نماز میں ہاتھ ناف (دھنی) کے نیچے باندھنے کا حکم موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ فصل لربك وانحر (الکوثر آیت ۲) انحر کی تفسیر کرتے ہوئے امام علاؤالدین محمد، متوفی ۷۴۱ھ اور امام قاضی ثناء اللہ، متوفی ۱۲۲۱ھ ارقام فرماتے ہیں کہ مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا معنی یہ ہے کہ ”ضع يدك اليمنى على اليسرى فى الصلاة“۔ ترجمہ۔ نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ، (اور تفسیر خازن ج ۴ ص ۴۱۶۔ تفسیر مظهری ج ۱۰ ص ۳۵۳، اور تفسیر ابن عباس ص ۳۹۷)۔ کی عبارت اس طرح ہے ”ضع يمينك على شمالك فى الصلاة“ اور امام اسمعیل حقی، متوفی ۱۱۳۷ھ نے لکھا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ جہاں سے ناڑا کاٹا جاتا ہے نماز میں ہاتھ وہاں باندھتے ہیں۔ (تفسیر روح البیان ج ۱۰ ص ۵۲۵) حافظ ابن کثیر نے اپنی تفسیر کے (ج ۴ ص ۵۵۸) پر مندرجہ بالا قول کو نقل کیا ہے اور اس کو امام شعبی اور ابو جعفر الباقر سے بھی نقل کیا ہے اور (تفسیر حسینی ص ۱۳۸۹ مطبوعہ تاج کمپنی) میں ہے دست راست را بر چپ نہ در نماز“ ترجمہ۔ نماز میں داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ۔ زمخشری متوفی ۵۲۸ھ نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (تفسیر کشاف ج ۴ ص ۸۰۷)، امام المفسرین سند المحدثین حجۃ الاسلام والمسلمین امام ابوبکر احمد بن علی الجصاص، المتوفی ۳۷۰ھ فرماتے

ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ اور حضرت ابوھریرہ سے روایت کیا گیا ہے کہ۔ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا ہے۔ (تفسیر احکام القرآن ج ۳ ص ۴۷۶) حضرت قبیصہ اپنے والد حضرت ھلب سے روایت کرتے ہیں کہ ہادی عالم ﷺ ہمارے امام ہوتے تو اپنے بائیں ہاتھ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھتے تھے۔۔۔ ان یضعھما تحت السرۃ ۔ ترجمہ۔ دونوں ہاتھ ناف کے نیچے ہوتے تھے (ترمذی ج ۱ ص ۵۹۔ اور بخاری ج ۱ ص ۱۰۲ او مشکوٰۃ ص ۷۵ عن سہل بن سعد) امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجھہ فرماتے ہیں، سنت سے ثابت ہے کہ نماز میں بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ کر ناف کے نیچے باندھے (ابوداؤد الطیاسی واحمد۔ حاشیہ مشکاۃ ص ۷۵۔ نمبر ۱۰۔ وحاشیہ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۰۔ نمبر ۳) ابن حزم نے کہا ہے کہ حضرت ابوھریرہ کی روایت میں آتا ہے کہ نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے باندھنے ہیں۔ (ابوداؤد ص ۱۱۰ نمبر ۳) حضرت انس خادم رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں اخلاق نبوت میں سے ہمیں عطا ہوئی ہیں۔ (۱) آخری وقت میں روزہ رکھنا۔ (۲) اول وقت میں روزہ کھولنا۔ (۳) نماز میں ناف کے نیچے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا۔

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں۔ نماز میں ہاتھ باندھنے پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ نے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت سے ثابت مانا ہے اور ادب بھی یہی ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جاہیں (ملخصا، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۳۵۸، مظاہر حق ج ۱ ص ۲۸۱ صحابہ کرام کی پیروی میں حضرت امام سفیان ثوری۔ امام اسحاق بن راھویہ اور امام ابو اسحاق ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے تھے۔ (الکامل للنووی ج ۱ ص ۲۷۱۔ حاشیہ ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۰ نمبر ۳)۔

﴿تنبیہ﴾ سینے پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنا عورتوں کا خاصہ ہے اور عورتوں کی وضع قطع اختیار کرنے والے مردوں پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے۔ غیر مقلدو! مہربانی کرو۔ مسلمانوں کو نماز میں ایسے کام مت کراؤ جو موجب لعنت اور سبب نفرت ہیں۔ مسلمانو! ذرا خیال کرو۔ خوامخواہ اپنے بزرگوں کے مقدس طریقے کو چھوڑ کر غیر مقلدوں کے من گھڑت گھسلوں میں نہ گھسو۔ اللہ تعالی فرماتا ہے" و من یبتغ

- غیر سبیل المومنین نو لہ ما تولی و نصلہ جھنم و بساء ت مصیرا (النساء خلاصہ یہ کہ۔ جس نے مومنوں کے راستے کو چھوڑ دیا۔ وہ جہنمی بن گیا۔

فاتحہ خلف الامام

س ☆ امام کے پیچھے الحمد شریف اور سورۃ پڑھنا کیسا ہے؟

ج ☆ امام کی اقتداء میں جو مسلمان نماز پڑھیں تو وہ الحمد شریف یا سورت ہرگز نہ پڑھیں۔ اللہ عزوجل نے امام کے پیچھے قرآن پڑھنے سے منع کر دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ واذاقرء القرآن فاستمعوا له و انصتوا لعلكم ترحمون (۷-۲۰۴) ترجمہ۔ اور جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اسے سنا کرو اور چپ رہا کرو تا کہ تم پر رحم ہو۔ (ترجمہ قرآن، از ثناء اللہ غیر مقلد) آیت مبارکہ اور اس کے ترجمے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ جب، جس وقت، جہاں، جس طرح قرآن مجید پڑھا جائے سننے والے مسلمان دو کام کریں۔ (۱) قرآن سنیں (۲) اور چپ ہو جائیں خود بالکل نہ بولیں۔ ان دو چیزوں پر عمل کرنے سے وہ اللہ عزوجل کی رحمت کے مستحق ٹھہریں گے۔ لھذا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ نماز میں امام کے پیچھے اور علاوہ ازیں جہاں قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہو خاموش ہو کر اس کو سنیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت حاصل کریں۔ اس واضح و روشن حکم کے بعد ضرورت نہیں کہ کوئی اور دلیل پیش کی جائے کیونکہ قرآن مجید کے سامنے کسی اور حوالے کی حاجت نہیں رہتی۔ مفسرین اسلام نے لکھا ہے کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ جس وقت قرآن کریم پڑھا جائے خواہ نماز میں یا خارج نماز، اس وقت اس کو سننا اور چپ رہنا واجب ہے۔ تمام صحابہ کرام کا اس پر عمل تھا۔۔۔۔ اس آیت سے قرآت خلف الامام (امام کے پیچھے قرآن پڑھنے) کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ کوئی حدیث ایسی نہیں جو اس آیت کا مقابلہ کر سکے۔ بلکہ ۵۰ حدیثیں ایسی ہیں جو اس آیت کی تفسیر و تائید کرتی ہیں اور امام کی قرآت کو مقتدی کی قرآت ثابت کرتی ہیں۔ ان حدیثوں و تفسیروں کو ہم نے فتاویٰ سراجیہ ایڈیشن نمبر ۵ و نمبر ۶ میں درج کر دیا ہے۔ جس کا جواب پانچ سال کے عرصے میں غیر مقلد نہ لکھ سکے۔ غیر مقلدوں کے امام جناب حافظ ابن کثیر ابن تیمیہ کے شاگرد نے لکھا ہے کہ مندرجہ بالا آیت نے پرزور طریقہ سے ثابت کیا ہے کہ فرض نماز میں جب امام قرآت کرے تو مقتدی خاموش رہیں۔ انہوں نے اس مسئلہ کی حقانیت پر دلائل کا انبار لگا کر اس کو سچا ثابت کیا ہے۔ اور امام کے پیچھے قرآن پڑھنے والوں کی خوب گت بنائی

ہے۔ (دیکھو تفسیر ابن کثیر عربی ج ۲ ص ۲۸۶ وص ۲۸۷، کراچی) چوتھی صدی ہجری کے مشہور مفسر علامہ امام ابو بکر بن علی ،متوفی ۳۷۰ھ نے مندرجہ بالا آیت کے تحت امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھنے کی وضاحت کے بعد لکھا ہے کہ تمام صحابہ کرامؓ یہ درس دیتے تھے کہ امام کے پیچھے قرآن بالکل نہیں پڑھنا، اللہ، رسول نے اس کے پڑھنے سے منع کر دیا ہے۔ (دیکھو تفسیر احکام القرآن عربی ج ۳ ص ۳۹ تا ص ۴۴) علامہ امام علی بن محمد، متوفی ۷۴۱ھ نے روایت نقل کی ہے کہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود نے امام کے پیچھے لوگوں کو قرآن پڑھتے دیکھا ہے تو فرمایا امام کے پیچھے قرآن پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک ﷺ نے منع کر دیا ہے۔ اور دلیل آیت مندرجہ بالا کو بنایا (دیکھو تفسیر خازن ج ۲ ص ۱۷۲) مفسر قرآن حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس نے فرمایا ہے ''و اذاقرء القرآن۔ فی الصلاۃ المکتوبۃ ۔ فاستمعواله ۔ الی قرآته ۔ و انصتوا۔لقرآته ۔ لعلکم ترحمون''۔ ترجمہ۔ جب فرض نماز میں قرآن پڑھا جائے تو اس کو کان لگا کر سنو اور اسکے پڑھے جاتے وقت چپ رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (دیکھو تفسیر ابن عباس ص ۱۱۳ مطبوعہ غیر مقلدوں کا فاروقی کتاب خانہ ملتان) امام عبد اللہ بن احمد، متوفی ۷۰۱ھ فرماتے ہیں ''و جمهور الصحابة على انه فى استماع المؤتم'' یعنی تمام صحابہ کرام نے فرمایا ہے کہ آیت سے یہ مسئلہ ثابت ہے کہ مقتدی امام کی قرآت سنے اور خود چپ رہے۔ (دیکھو تفسیر مدارک عربی ج ۲ ص ۱۷۳)

﴿مسئلہ﴾ مقتدی پر واجب ہے کہ امام کے پیچھے خاموش رہ کر اس کی قرآت سنے (مدارک ج ۲ ص ۱۷۳) جس نے ایسا نہ کیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی سخت مخالفت کی اور عذاب کا مستحق ہوا۔ قرآن مجید کا مقابلہ جب حدیث نہیں کر سکتی تو کسی کا قول و اقرار کیا وقعت رکھتا ہے۔ مسلمانو! اللہ تعالیٰ کے فرمان کے سامنے سر خم کر دو اور غیر مقلدوں کے کی چکنی چوپڑی باتوں میں نہ آؤ۔ اور اپنی نمازوں کو برباد نہ کرو ۔ غیر مقلدوں کے بارے میں حضرت علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا تھا۔

﴿خود بدلتے نہیں، قرآن کو بدل دیتے ہیں — ہوئے کس درجہ فقیہان حرم بے توفیق﴾

﴿ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب — کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق﴾

ذیل میں صحاح ستہ کی چار صحیح حدیثیں پیش کر کے ہم اس مسئلے کو ختم کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱ صحابی رسول حضرت ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ ہادی دو عالم ﷺ نے

فرمایا کہ جب تم نماز پڑھو تو اپنی صفیں سیدھی رکھو پھر جب تمہارا امام تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ قرآت کرے تو تم چپ رہو (صحیح مسلم ج ا ص ۱۷۴، سنن ابن ماجہ ص ۶۱)

﴿تنبیہ﴾ یہ حدیث صحابی رسول حضرت قتادہ اور صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ سے بھی مروی ہے۔

حدیث نمبر ۲ صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ نے روایت کی۔ ہادی عالم ﷺ نے فرمایا امام تو اس لئے ہے کہ اس کی پیروی کی جائے جب وہ تکبیر کہے تم بھی تکبیر کہو مگر جب وہ قرآت کرے تو تم خاموش رہو (دیکھو سنن نسائی ج ا ص ۱۴۶، ابوداؤد ج ا ص ۷۹) امام مسلم نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے (مسلم ج ا ص ۱۷۴)

حدیث نمبر ۳ صحابی رسول حضرت سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ فرمایا اکیلے آدمی کی نماز بغیر فاتحہ کے نہ ہوگی مگر جب امام کے پیچھے ہو تو الحمد شریف ہرگز نہ پڑھیں اور امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ ((ترمذی ج ا ص ۷۱ و شرح معنی الآثار ج ا ص ۱۴۹)

حدیث نمبر ۴ حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ حضور سید العلمین ﷺ نے حکم فرمایا۔

"من کان له امام فان قرآة الامام له قرآة" ترجمہ۔ جو امام کے پیچھے نماز پڑھے تو بیشک امام کی قرآت (الحمد و سورۃ پڑھنا) مقتدی کی طرف سے پڑھنا ہے (سنن ابن ماجہ ص ۶۱) مسلمانو! اللہ عز وجل اور اس کے محبوب ﷺ کا حکم مانو اور امام کے پیچھے الحمد شریف و سورۃ پڑھنا چھوڑ دو اور غیر مقلدوں سے پوچھو کہ جو مقتدی امام کو رکوع میں پالے اس کی رکعت ہوگئی ہے یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ اس کی رکعت ہوگئی۔ اگر الحمد شریف پڑھنا فرض تھا تو مقتدی نے یہ فرض ادا کیا نہیں۔ پھر اس کی رکعت کیسے ہوگئی؟ کیونکہ فرض ادا کئے بغیر کسی کی نماز نہیں ہوتی۔

سوال ☆ جن غیر مقلدوں کو الحمد شریف نہیں آتی ان کی نماز کیسے ہو جاتی ہے؟ کچھ تو بولیں جناب!

"ضاد" ادا کرنے کا مسئلہ

س ☆ "ض" کو ظاء کے مشابہ پڑھنا کیسا ہے؟

ج ☆ امام احمد رضا قادریؒ نے ارقام فرمایا ہے کہ "ضاد" اور "دواد" دونوں محض غلط ہیں اور اس کا مخرج بھی نہ زبان کو دانتوں سے لگا کر ہے۔ نہ زبان کی نوک داڑھ سے لگا کر بلکہ اس کا مخرج زبان کی ایک

طرف کی کروٹ اسی طرف کی بالائی داڑھوں سے ملاکر درازی کے ساتھ ادا ہونا اور زبان اوپر کو اٹھا کر، تا لو سے ملنا اور ادا میں سختی وقوف ہونا ہے اس کا مخرج سیکھنا مثل تمام حرفوں کے ضروری ہے جو شخص مخرج سیکھ لے اور اپنی قدرت تک اس کا استعمال کرے اور ''ظ'' یا ''د'' کا قصد نہ کرے بلکہ اسی حرف کا جو اللہ عزوجل کی طرف سے اترا ہے پھر جو کچھ نکلے بوجہ آسانی، صحت نماز کا فتویٰ دیا جائے گا (فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۱۲۱) معلوم ہوا کہ حرف ''ض'' کا ایک الگ مخرج ہے اور اس مخرج سے نکلنے والا یہ لفظ بھی اپنی نوعیت کے اعتبار سے علیحدہ ہی ہے۔ لہٰذا اس کو مشابہ حروف سے جدا کر کے پڑھنا چاہیے۔ ''ض'' کو ''ظ'' اور ''ذ'' پڑھنے والے فارسی، اردو اور سرائیکی زبان کی مثالیں پیش کر کے اپنا کام نکالنا چاہتے ہیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ عربی لغت اپنی وسعت بلاغت وفصاحت کی وجہ سے کسی دوسری لغت کے حروف کی محتاج نہیں ہے، بالخصوص کلام الٰہی میں ایک الگ مخرج رکھنے والے حرف کو دوسرے حرفوں سے گڈمڈ کرنا تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟ ملک عرب کے قاری، آج تک اس کو ایک الگ حرف کی حیثیت سے تلاوت کرتے آئے ہیں ''ملاحظہ کیجئے ان کی کیسٹیں''، ''مغظوب اور ''ظالین'' پڑھنے والوں کے امام اعظم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا فتویٰ ملاحظہ کریں۔ قصداً خالص ''د'' یا ''ظا'' پڑھنے والے کے پیچھے نماز نہ ہوگی (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۸) جو شخص بوجود قدرت کے ''ضاد'' کو ضاد کے مخرج سے ادا نہ کرے وہ گنہگار بھی ہے اور اگر دوسرے الفاظ بدل جانے سے معنی بدل گئے تو نماز بھی نہ ہوگی اور اگر باوجود کوشش کے ''ضاد'' اپنے مخرج سے ادا نہیں ہوتا تو معذور ہے۔ اس کی نماز ہو جاتی ہے اور جو شخص خود صحیح پڑھنے پر قادر ہے ایسے معذور کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ مگر جو شخص قصداً خالص ''دال'' یا ''ظا پڑھے اس کے پیچھے نماز نہ ہوگی۔ (فتویٰ رشید ص ۵۷ یا ص ۵۸)

صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین ارقام فرماتے ہیں۔ ''ضاد'' اور ''ظا'' میں مبانیت ذاتی ہے۔ بعض صفات کا اشتراک انہیں متحد نہیں کر سکتا۔ لھذا غیر المغظوب، بظا، پڑھنا اگر بقصد ہو تو تحریف قرآن وکفر ہے ورنہ ناجائز اور جو شخص ''ضاد'' کی جگہ ''ظا'' پڑھے اس کی امامت جائز نہیں۔ گنگوہی صاحب نے لکھا ہے'' د''۔ ''ظ''۔ ''ض'' کے حروف جدا گانا اور مخارج جدا گانا ہونے میں تو کوئی شک نہیں ہے اور اس میں بھی شک نہیں ہے کہ قصداً کسی حرف کو دوسرے کے مخارج سے ادا کرنا

سخت بے ادبی اور بسا اوقات فساد نماز کا باعث بنتی ہے۔۔۔۔ جو شخص ''دال'' خالص یا ''ظا'' خالص عمداً پڑھے اس کے پیچھے تو نماز نہ پڑھیں مگر جو شخص ''دال'' پر کی آواز میں پڑھتا ہے۔ آپ اسکے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں۔ (فتوئ رشیدیہ ص ۳۷)۔ ایک اور سوال کا جواب دیتے ہوئے گنگوھی صاحب نے لکھا ہے۔ اصل حرف ''ضاد'' ہے اس کو اصل مخرج سے ادا کرنا واجب ہے اگر نہ ہو سکے تو بحالت معذوری ''دال'' پر کی صورت سے بھی نماز ہو جاوئے گی۔ فقط واللہ تعالی اعلم، بندہ رشید احمد گنگوھی عفی عنہ۔ الجواب صحیح بندہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ۔ الجواب صحیح خلیل احمد مدرس اول مظاہر العلوم سہار نپور۔ عنایت الہٰی عفی عنہ۔ الجواب صحیح بندہ محمود عفی عنہ۔ الجواب صحیح غلام رسول مدرس مدرسہ دیوبند۔ الجواب صحیح احقر الزمان گل محمد خان مدرس مدرسہ دیوبند۔ الجواب صحیح اشرف علی عفی عنہ (تھانوی) فتوئ رشیدیہ ص ۳۷ اور بانی دار العلوم دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی نے لکھا ہے کہ جناب من۔ جیسے ''دال'' کی جگہ ''ذال'' اور ''حا'' کے بدلے ''خا'' اور ''شین'' کے عوض ''سین'' اور ''عین'' کے مقام ''غین'' اور ''لام'' کے مکام ''میم'' نہ کوئی پڑھتا ہے نہ کوئی جائز سمجھتا ہے اور ادنے سے لے کر اعلیٰ تک ہر کوئی اس بات کو سمجھتا ہے۔ ایسے ہی ''ضاد'' کو چھوڑ کر ''ظا'' پڑھنا بھی خلاف عقل و نقل ہے۔ یہ بات عقل و نقل کی رو سے منجملہ تحریف ہے۔ جس کی برائی خود کلام اللہ میں موجود ہے۔ پھر معلوم نہیں کہ آج کل کے عالم کس وجہ سے ایسی نامعقول بات کہہ دیتے ہیں؟ اور اہل اسلام کیوں ایسی بات تسلیم کر لیتے ہے۔ (تصفیۃ العقائد ص ۴۳) ہندستانی وہابیوں نے عربی بولی کے حرفوں میں اردو کا ایک حرف بڑھا دیا ہے اور اپنے بزگوں کے فتووں کو تبرک جان کر شیر مادر کی طرح ہضم کر لیا ہے۔ سرائیکی بولی کی مثالیں پیش کرنے والے ان جملوں پر کیا جواب دیں گے۔ ضا ضا۔ ضدھ ضے۔ ظاء کے متوالے کہیں گے۔ ظا۔ ظا۔ ظدھ۔ ظے۔ ضاضی، ضوئی کو ضیکھ وہ کہیں گے۔ ضاظی۔ ضوئی کوں ظیکہ۔ ضاہر کوں آکھ ضہا روپے ضیوے۔ ظاہر کوں آکھ ظہا روپے ظیوے۔ ضاند کنوں نہ ضر۔ ظاند کنوں نہ ظر۔ ضکرے کھوسو۔ ذکرے کھوسو۔ عربی لغت کی رو سے ''ضاد''۔ ''ظا'' یا ''دال'' یا ''زا'' کے مشابہ پڑھنا قرآن میں زیادتی کرنا ہے۔ جیسا کہ نانوتوی صاحب نے لکھا ہے کہ ضاد کو ظا نہیں پڑھنا چاہیے۔ ضاد کے بجائے ظاد پڑھنے والے کی نماز نہیں۔ فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۹۱ و ۸۶ و ص ۹۰۔ و جلد ۲ ص ۱۰۱ و ۲۰۱ پر ہے ظاد پڑھنا کفر ہے۔

آمین خاموشی سے کہیں

س ☆ جب امام ''الحمد شریف'' ختم کرے تو آمین روز سے کہنی ہے یا خاموشی سے؟

ج ☆ آمین ایک دعائیہ کلمہ ہے جو نہ، تو الحمد کا حصہ ہے اور نہ ہی اس کا پڑھنا واجب ہے کہ جس کے ادا کیے بغیر نماز ہی نہ ہو۔ ظلم تو یہ ہے کہ غیر مقلدوں کے مولوی یٰسین راہی نے آمین زور سے نہ پڑھنے والوں کو یہودیوں کی صف میں کھڑا کر دیا ہے۔ جب کہ ارشاد ربانی ہے (ادعوا ربکم تضرعا و خفیة) الاعراف۔ یعنی دعا کرو اپنے رب سے گڑگڑا کر اور چپکے چپکے۔ (ترجمہ ثناء اللہ غیر مقلد) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ سے دعا مانگو چپ کر کے آہستہ آہستہ خاموشی سے کیونکہ میں تمہاری دلوں کی دھڑکنیں خوب جانتا ہوں اور خلوص دل سے عاجزی وانکساری کے ساتھ جو دعا ہو اسے قبول کرتا ہوں۔ شور و غل اللہ تعالیٰ کو قطعا پسند نہیں ہے۔ شاید غیر مقلدوں کا معبود بہرہ ہے یا دیکھتا نہیں اس لیے زور لگا کر اس کو سنوانا چاہتے ہیں یا اس کو دیکھانا چاہتے ہیں یا پھر ریا و تکبر کا خمار ہے۔

مسلمانو! قرآن مجید کے حکم کے بعد کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہیں رہتی مگر چند حدیثیں پیش خدمت ہیں۔

حدیث نمبر ۱ حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (من وافق تامینه تامین الملائكة غفر له ما تقدم من ذنبه) متفق علیه۔ بخاری و مسلم (مشکوٰۃ شریف ص ۷۹)

ترجمہ۔ نماز میں جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق و مطابق ہے اس کے پہلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں آج تک کسی نے فرشتوں کی آمین اپنے کانوں سے نہیں سنی۔ لھذا آمین خاموشی سے کہنی ہے کیونکہ ان کی موافقت و مطابقت کرنے سے گناہوں کے بخشے جانے کی بشارت ہے۔

حدیث نمبر ۲ حضر عبداللہ بن مغفل اور حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول کائنات ﷺ ''آمین'' آہستہ کہتے تھے۔ (تفسیر روح المعانی ج ا ص ۹۱ تفسیر التبیان ص ۳۵ تفسیر شیخ زادہ علی بیضاوی ص ۵۴)

حدیث نمبر ۳ حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے کہ ہادی عالم ﷺ نماز کی امامت میں الحمد شریف کے بعد ''آمین'' خاموشی سے ادا فرماتے تھے (ترمذی ج ا ص ۵۸، واحمد، وابوداؤد، وحاکم، ودار قطنی۔ نماز حنفی ص ۱۵۹)

حدیث نمبر ۴ حضرت سمرہ بن جندب اور حضرت ابی بن کعب روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نماز میں ”ولا الضالین“ کے بعد سکتہ کرتے تھے۔ (یعنی چپ ہو جاتے اور وہابیوں کی طرح آمین زور شور سے نہ کہتے تھے) (ترمذی ج ۱ ص ۵۹، وابن ماجہ، وابوداؤد، ص ۱۱۳، مشکوۃ ص ۷۰، حاشیہ ترمذی ج ۱ ص ۵۷ نمبر ۷)

حدیث نمبر ۵ حضرت ابووائل فرماتے ہیں کہ حضرت عمر، وحضرت علی، نماز میں ”بسم اللہ اور ”اعوذ باللہ“ اور ”آمین“ بلند آواز سے ہرگز نہ پڑھتے تھے۔ (طحاوی وابن جریر، نماز حنفی ص ۱۵۹ وص ۱۶۰)

حدیث نمبر ۶ امیر المؤمنین حضرت مولا علی اور حضرت عبداللہ بن مسعود نماز میں آمین خاموشی سے کہتے تھے۔ مدینۃ العلم کا دروازہ اور ہر مومن کا ولی مولا علی ”تسمیہ“ وتعوذ وآمین زیر لب ادا کریں اور صحابہ کرام بھی اس کو حق مانیں مگر شور وغل کے عادی اور چین وسکون کے بربادی آمین آہستہ کہنے والوں پر یہودی ہونے کی مہر لگائیں۔ تو سوال یہ ہے۔ کیا سید المعصومین نبی کریم اور ملایکۃ المکرّبین و صحابہ کرام کیا تھے؟ ~~رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین~~ / ملائکۃ المکرمین

﴿اتنا نہ بڑھا پاکیٔ داماں کی حکایت بند کو دیکھ ذرا بند قباء کو دیکھ﴾

ذیل میں دو مستند فتوے ملاحظہ ہوں۔ (شیخ الاسلام والمسلمین) مولانا امام احمد رضا خان فرماتے ہیں کہ ”آمین سب کو آہستہ کہنا چاہیئے۔ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا، یہی سنت ہے اور مقتدی کو سب کچھ آہستہ پڑھنا چاہیئے۔ آمین ہو یا تکبیر، تسبیح ہو یا التحیات، درود ہو یا سبحانک اللھم اور آہستہ پڑھنے کے یہ معنی ہیں کہ اپنے کان تک آواز آنے کے قابل ہو۔ اگرچہ بوجہ اس کے کہ یہ خود بہرہ ہے یا اس وقت کوئی غل وشور ہو رہا ہے۔ کان تک آواز نہ آئے اور اگر آواز اصلاً پیدا نہ ہوئی صرف زبان ہلی تو وہ پڑھنا، پڑھنا نہ ہوگا اور فرض وواجب وسنت ومستحب جو کچھ تھا وہ ادا نہ ہوگا۔ فرض ادا نہ ہوا تو نماز ہی نہ ہوئی اور واجب کے ترک میں گناہ گار رہا اور نماز پھیرنا واجب رہا اور سنت کے ترک میں عتاب (گرفت) ہے اور نماز بھی مکروہ ہو گئی اور مستحب کے ترک میں ثواب سے محرومی ہے۔ یعنی آواز اپنے کان تک آنے کے قابل ہو اور غالب یہی ہے کہ برابر والے کو بھی پہنچے تو اس میں حرج نہیں۔ ایسی آواز ہونی چاہیے۔

(فتاوی رضویہ ج ۳ ص ۱۴۴)

مفتی عزیز الرحمن دیوبندی نے لکھا ہے کہ، امام کے پیچھے بے شک سورۃ فاتحہ نہ پڑھنی چاہیے جیسا کہ

(مفتی اوّل دیوبند)

حدیث صحیح مسلم میں ہے۔ و اذا قرأ فانصتوا ۔ (ج ١ص ١٧٤) کہ جب امام پڑھے تو چپ رہو اور ہاتھ زیر ناف باندھیں۔ کما هو ظاهر فی الحدیث ۔اور ''آمین'' بالجہر نہ کہیں۔آہستہ کہیں۔ لانه دعأ و الدعاء بالاخفاء ، قال الله تعالی ، ادعوا ربکم تضرعا و خفیة ۔(اعراف رکوع ٧۔فتاوی دیوبند ج ٢ص ٢٢٠) غیر مقلدو! درج ذیل دو سوالوں کے جواب تو دو، جو غیر مقلد۔ امام کو رکوع میں پائے اس کی رکعت ہوگئی یا نہیں؟ کیونکہ اس نے نہ الحمد پڑھی نہ آمین پر زور لگایا۔

سوال نمبر ٢ ۔ جو غیر مقلدہ عورتیں امام نماز کی تقلید میں ہوں وہ آمین پر زور لگائیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

الحمد الله علی احسانه ۔آمین کا مسئلہ بھی قرآن و حدیث کی روشنی میں واضح ہوگیا کہ اس کو آہستہ ادا کرنے میں رب و رسول کی رضا ہے نہ کہ شور مچانے میں۔

﴿تنبیہ﴾ غیر مقلد۔ بعض روایت ایسی پیش کرتے ہیں کہ جن سے انکے نزدیک زور سے ''آمین'' کہنا ثابت ہے۔ مسلمانو! قرآن مجید سے ثابت ہوگیا ہے کہ آمین، آہستہ کہو اور حضور ﷺ اور صحابہ کرام کا عمل بھی موجود ہے کہ وہ سب، نماز میں آمین چپ کر کے ادا کرتے تھے۔ قرآن اور عمل رسول ﷺ کے سامنے کسی روایت کی دال نہیں گلتی۔ غیر مقلدوں کو چاہیے کہ وہ بچوں اور جانوروں کو نہ ڈرائیں ضد چھوڑ کر قرآن کو مان لیں۔ فرمان رسول و عمل رسول کو اپنا لیں اور رب و رسول کو راضی کریں اور ایسی آمین کہیں جسے وہ خود بن سکیں۔

س ☆ السلام علیک ایها النبی و رحمة الله و برکاته ۔ پڑھتے ہوئے حضور ﷺ کے بارے میں کیا تصور کرنا چاہیے؟

ج ☆ اہل سنت اور دیوبندیوں کے بہت بڑے عالم دین فقہ حنفی کے امام حضرت علامہ محمد بن علی حصکفی ارقام فرماتے ہیں (ویقصد بالفاظ التشهد) معانیها مرادة له علیٰ وجه) (الانشاء) کانه یحیی الله تعالیٰ ویسلم علی نبیه ۔ یعنی نمازی الفاظ تشہد کے معنی کا ارادہ کر کے ان کو بطریق انشاء کہے۔ گویا نمازی اپنی طرف سے اللہ تعالیٰ کو تحیہ اور اپنی طرف سے بارگاہ نبوی ﷺ میں سلام عرض کر رہا ہے۔ (درمختار و ردالمختار ج ١ص ٣٧٧) فقہ حنفی کے تین چوٹی کے امام صاحب تنویر الابصار صاحب درمختار اور صاحب ردالمختار کے علاوہ۔ فتاویٰ عالمگیری و الدر المنتقی اور مراقی الفلاح

میں یہ مسئلہ اسی طرح موجود ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھیں امام اہلسنت کی کتاب (تسکین الخواطر ص ۵۶ تا ص ۸۷) دیوبندیوں کے ایک مقتدا کی عبارت کا اردو ترجمہ یہ ہے جو ان پر حجت ہے۔ ترجمہ ملاحظہ ہو۔ ''اس توجیہہ پر کاف خطاب حکایت کو اسی کی اصل پر باقی رکھنے کیلئے ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ اس وقت نمازی ان الفاظ سے انشاء (اپنی طرف سے) سلام کا قصد کرے۔ مجرد حکایت کا ارادہ ہرگز نہ ہو۔ علامہ شامی نے کہا ہے کہ نمازی الفاظ تشہد سے ان کے مرادی معنی کا انشاء کے طریقے پر قصد کرے گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو تحفہ پیش کر رہا ہے اور نبی کریم ﷺ اور اپنی ذات اور اولیاء کرام پر سلام عرض کر رہا ہے اور اس واقعہ کی نقل و حکایت کا بالکل ارادہ نہ کرے۔ جو حضور اکرم ﷺ سے معراج میں واقع ہوا تھا اس قول سے معلوم ہوا کہ خطاب کی توجیہہ میں مشائخ کے تین قول ہیں (۱) مجرد اتباع۔ (۲) اور حبیب کا حرم حبیب میں حاضر ہونا۔ (۳) انشاء کے طریق پر واقعہ معراج کی حکایت کرنا (اوجز المسالک ج ۱ ص ۶۲۵)۔ اس کتاب کی عربی عبارت (تسکین الخواطر ص ۸۴ و ص ۸۵) کے حاشیہ پر ملاحظہ کریں۔

اہل سنت اور دیوبندیوں کے معتبر پیشوا حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اپنی تین مستند کتابوں میں ارقام فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود ہوتے ہیں۔ پس نمازی کو آپ ﷺ کی موجودگی سے غافل نہ رہنا چاہیے۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۱ ص ۴۰۱ و مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۵۱ و ج ۲ ص ۶۸ ۷ مکتوبات علی اخبار الاخیار ص ۱۵۵ و ص ۳۱۶) غیر مقلدوں کے معتبر امام حافظ ابن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ ارقام فرماتے ہیں۔

فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضر (فتح الباری ج ۲ ص ۳۹۹)۔ مقصد یہ ہے کہ جہاں خدا ہے وہاں مصطفیٰ ہے۔ یعنی خدا بھی حاضر اور اس کی عطاء سے مصطفیٰ بھی حاضر۔ خدا بھی ناظر اور اس کے کرم سے مصطفیٰ بھی ناظر۔ آپ کی صفت رسالت و نبوت قیامت تک پوری کائنات میں موجود و حاضر ہے جس محبوب کی صفات کا یہ عالم ہے اس کی ذات کا عالم کیا ہوگا؟

حجۃ الاسلام امام غزالی، متوفی ۵۰۵ھ فرماتے ہیں۔ نبی ﷺ کی ذات پاک کو دل میں حاضر جانو اور عرض گزارو ''السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ''۔ اور دل میں سچی آرزو کرو کہ یہ سلام ان کو پہنچتا ہے اور تم کو اس کا جواب تمہارے سلام کی نسبت کامل تر ملتا ہے۔ (ملخصا احیاء العلوم مترجم ج ۱ ص ۱۷۳)

اس عبارت کوامام مکہ حضرت علی قاری نے مرقاۃ میں نقل کیا ہے۔(شرح مشکوۃ ج اص ۵۵۷)

حجت بروہابیہ، مولانا عبدالحی لکھنوی اپنے والد ماجد سے ناقل وہ فرماتے ہیں کہ حقیقت محمدیہ ہر وجود میں جاری وساری ہے اور ہر بندہ کے باطن میں حاضر وموجود ہے۔اوراس حالت کا پورا انکشاف بحالت نماز ہوتا ہے(سعایہ ج ۲ ص ۲۲۷ بحوالہ مقالات کاظمی ج ۱ ص ۱۵۰ و مقام رسول ص ۴۰۴)

دیوبندیوں کے بزرگوں کی طرح غیر مقلد بھی حضورﷺ کی اس شان وکمال کوتسلیم کرتے ہیں۔چنانچہ نواب صدیق حسن غیر مقلد نے آپ کے حاضر وناظر کے ثبوت والی شیخ محقق کی عبارت کونقل کرنے کے بعد درج ذیل شعر کا اضافہ کر کے غیر مقلدوں کو اس مسئلہ کے مان لینے کی راہ دیکھائی ہے۔

﴿درراہ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست　　　　می بینمت عیان ودعامی فرستمت﴾

ترجمہ۔عشق کے راستے میں قرب وبعد کا کوئی تعلق نہیں۔میں آپ کو دیکھ رہا ہوں اور دعا عرض کرر ہا ہوں (مسک الختام شرح بلوغ المرام ج اص ۴۵۹ وص ۴۶۰) ﴿جادو وہ جوسر چڑھ کر بولے﴾

آپکو حضور کے لفظ سے یاد کر کے پھر آپ کو حاضر نہ ماننا لفظ حضور سے غداری نہیں تو اور کیا ہے؟

محمد رسول الله۔یعنی حضرت محمدﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔یہ معنی کر کے اِدھر، اُدھر دیکھ کر یہ پوچھنا ''کدھر ہیں؟''، کہاں ہیں؟اوپر ہیں؟، نیچے ہیں؟۔حبیب خدا کی توہین نہیں تو اور کیا ہے۔اوراپنے کیے ہوئے معنی سے انحراف نہیں تواور کیا ہے۔

﴿الٹی ہی سمجھ کسی کو خدا نہ دے　　　　دے آدمی کوموت اچھی پر یہ بدادا نہ دے﴾

وہابیوں کی نماز

دیوبندیوں اور غیر مقلدوں کے مشترکہ امام مولوی اسماعیل دہلوی ان دونوں کو حکم دیتے ہیں کہ

(۱) نماز میں ۔۔۔۔زنا کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت (ہم بستری) کا خیال بہتر ہے۔

(۲)اور شیخ (پیرو مرشد) یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرح خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت (خیال) کو لگا دینا اپنے بیل وگدھے کی صورت میں مستغرق ہونے (ڈوب جانے) سے زیادہ برا ہے ۔۔یہ تعظیم اور بزرگی جونماز میں محفوظ ہووہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے(صراط مستقیم)

مسلمانو یہ وہ دیوبندی کی اورسب سے گندی عبارت جوصاحب ایمان کولرزادیتی ہےاوراس عبارت و

اس جیسی دوسری گستاخیوں کی بنا پر اہل حق، دیوبندیوں کے پیچھے نہ خود نماز پڑھتے ہیں اور نہ مسلمانوں کو اس کی اجازت دیتے ہیں آپ نے پڑھ لیا کہ یہ نام نہاد موحد اور خدا پرست خدا کی نماز میں بھی اپنی بیویوں کی ٹانگیں کندھوں پر اٹھا کر اور لذت جماع سے ہمکنار ہو کر یعنی ایک ٹکٹ میں دو شو کر کے خدا کو بھی راضی کر لیتے ہیں اور نفسانی خواہش کو بھی۔ پھر ایسوں کے پیچھے رضائے الٰہی کے متلاشی کی نماز کیوں کر ہوگی؟

(۳) فطرتی امر ہے کہ جس کا نام زبان پر آتا ہے خیال فوراً اس کی طرف جاتا ہے جب نماز میں انعمت علیھم یا کوئی آیت شان اولیاء اللہ کی یا حضور ﷺ کے کمال و مقام کی یا السلام علیک ـــــ یا اشھدان محمد اعبدہ و رسولہ یا درود شریف پڑھیں گے تو خیال آپ کی طرف ضرور جائے گا اور اس خیال کو امام دیوبند و غیر مقلدین نے شرک کہا ہے اور اپنے بیل و گدھے کے خیال کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ مسلمانو! ذرا غور کرو۔ اللہ کے محبوبوں کا خیال جس نماز میں شرک تھا اسی نماز میں بیل و گدھے کا تصور دہلوی بہادر کو نہ برا نظر آیا اور نہ شرک۔

سچ ہے الجنس یمیل الی الجنس

﴿ہم جنس کند با ہم جنس پرواز — کبوتر با کبوتر زاغ با زاغ﴾

﴿عبادت خدا کیا ہے؟ محبت حبیب کی — جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک و خر کی ہے﴾

﴿ذکر خدا۔ جو، ان سے جدا چاہو نجدیو — واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے﴾

دیوبندیو! غیر مقلدو! انصاف کرو تمہارے مولوی صاحب ''اوجز المسالک'' والے اور صاحب مسلک الختام، آئمہ اسلام کی طرح۔ نماز میں سرکار کو حاضر و ناظر مانیں اور اس عقیدے کو حق فرمائیں اور دہلوی بہادر قرآن و حدیث و آئمہ اسلام کے دامن رحمت کو چھوڑ کر حبیب خدا سے منہ موڑ کر بیلوں اور گدھوں کی طرف جائیں۔

﴿دل کے پھپھولے جل گئے سینے کے داغ سے — اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے﴾

﴿وہ جہنم میں گیا جو نبی سے مستغنی ہوا — ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی﴾

س ☆ نماز میں رفع یدین کتنا بار کرنا پڑتا ہے؟

ج ☆ ہر مسئلہ اللہ تعالی کے قرآن مجید سے ثابت ہے چنانچہ حکم ربانی ہے

الذین ھم فی صلاتھم خاشعون . ترجمہ۔ ایمان والے اپنی نمازوں میں فروتنی کرتے ہیں یعنی بار بار ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اس آیت کے تحت فرمایا ہے کہ خاشعون ، مخبتون ، متواضعون ،لا یلتفون یمینا ولا شمالا ولا یرفعون ایدیھم فی الصلوۃ ترجمہ ۔مومن وہ ہیں جو اپنی نمازوں میں ہاتھوں کو نہیں اچھالتے ، عاجزی کرتے ہیں ، دائیں بائیں نہیں دیکھتے اور نہ ہی نماز میں بار بار رفع یدین کرتے ہیں (تفسیر ابن عباس عربی ص ۲۱۲)

اس آیت اور اس کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ نماز میں بار بار رفع یدین کرنا، اللہ تعالی کے حکم کی مخالفت ہے جب کہ اس آیت کے بعد ھادی عالم ﷺ نے بھی نمازیوں کو بار بار رفع یدین کرنے سے روک دیا ہے۔

حدیث نمبر ۱ چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں کہ بانی اسلام ﷺ تشریف لائے اور ہم نماز پڑھ رہے تھے اور اس میں بار بار رفع یدین کر رہے تھے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ مالی اراکم رافعی ایدیکم کانھا اذناب خیل شمس اسکنوا فی الصلاۃ (ترجمہ) میں تمہیں نماز میں رفع یدین کرتے کیوں دیکھتا ہوں (یعنی رفع یدین نہ کیا کرو کیونکہ) وہ تمہارا رفع یدین سرکش گھوڑوں کے (دم) پوچھ کی مثال ہے۔ نماز میں سکون کیا کرو یعنی بار بار رفع یدین نہ کیا کرو۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۱۸۱)

حدیث نمبر ۲ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ۔ان رسول اللہ ﷺ کان لا یرفع یدیہ الا عند افتتاح الصلاۃ ثم لا یعود لشئ من ذلک ۔ ترجمہ۔ بے شک حضور پر نور ﷺ صرف نماز کو شروع کرتے ہوئے رفع یدین کرتے تھے اس کے بعد پھر رفع یدین کہیں بھی نہ کرتے تھے۔ حضرت ابن مسعود نے بے شمار مرتبہ آپ کو رفع یدین نہ کرتے دیکھا تھا (شرح معانی الاثار ج ا ص ۱۵۴) **حدیث نمبر ۳** سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ لوگوں کے سامنے نماز پڑھتے اور نماز پڑھاتے اور خاص طور پر رفع یدین کے مسئلہ کی وضاحت کرتے اور لوگوں کو نماز کے اندر رفع یدین کرنے سے منع فرماتے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔

الا اخبر کم بصلاۃ رسول اللہ ﷺ فقام فرفع یدیہ اول مرۃ ثم لا یعد (ترجمہ) کیا میں تمہیں رسول اکرم ﷺ کی نماز کا طریقہ نہ بتاؤں۔ تو لوگوں نے کہا بتائیں تو آپ نماز پڑھنے لگے اور اس

میں تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا پھر پوری نماز کے اندر کہیں بھی رفع یدین نہ کیا۔ (اور فرمایا رسول اللہ ﷺ اس طرح کی نماز پڑھتے تھے۔ لہذا تم بھی نماز کے اندر رفع یدین نہ کیا کرو) (دیکھو صحاح کی مشہور کتابیں۔ سنن ابی داؤد ج اص ۱۰۹۔ سنن نسائی ج اص ۱۵۸ وص ۱۶۱، اور جامع ترمذی ج اص ۵۹)

اس روایت کے رجال صحیح مسلم والے ہیں۔ یعنی کوئی مائی کا لال اس حدیث کی سند و متن پر جرح نہیں کر سکتا۔ اور حضور سید عالم ﷺ کے ارشاد کی تعمیل یعنی صلوا کما رأیتمو نی اصلی۔ ترجمہ۔ تم اس طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھو کی صحیح تصویر صحابی رسول حضرت سیدنا عبد اللہ بن مسعود نے پیش کر دی ہے جو غیر مقلدوں کو نہیں بھاتی۔

حدیث نمبر ۴ حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کے ساتھ نماز پڑھتا رہا ہوں اور میں نے کبھی بھی ان کو رفع یدین کرتے نہ دیکھا۔ (بیہقی ج ۲ص ۷۹، دار قطنی ج اص ۱۱، الکامل لابن عدی، نصب الرایہ ج اص ۳۹۲)

امام اسود فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کے ساتھ نماز پڑھی۔ تو آپ نے نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھائے پھر بالکل ہاتھ نہ اٹھائے۔ (طحاوی ج اص ۱۵۲، نصب الرایہ ج اص ۴۰۵) امیر المؤمنین مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بھی نماز کے شروع میں ہاتھ اٹھاتے تھے۔ پھر ایسا نہ کرتے تھے۔ موطا امام محمد ص ۹۴، شرح معانی الآثار ج اص ۱۵۴، مصنف ابن ابی شیبہ ج اص ۲۳۲، الدرایہ ص ۶۳۹ اور مصنف ابن ابی شیبہ ج اص ۲۳۲ پر یہ روایت بھی موجود ہے کہ امیر المؤمنین علی کریم اور آپ کی پوری جماعت اور حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ان کی پوری جماعت یعنی تمام صحابہ کرام و تابعین عظام نماز کے اندر رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ متوفی ۱۵۰ھ، امام محمد بن حسن متوفی ۱۸۹ھ، امام وکیع بن جراح، امام ابراہیم بن یوسف المالکیانی، امام حسن بن صالح بن حی، امام اسحاق بن اسرائیل محدث، امام ابراہیم نخعی، امام سفیان ثوری، امام عبد الرحمٰن بن ابی لیلی تابعی جنہوں نے ایک سو بیس (۱۲۰) صحابہ کرام کا دیدار کیا تھا اور امام شعبی تابعی، امام قیس بن حازم تابعی، امام اسود تابعی اور امام علقمہ تابعی، امام خیثمہ تابعی، امام ابراہیم تابعی، حضرت عباد بن عبد اللہ بن زبیر، حضرت ابوبکر عیاش، حضرت امام مالک متوفی ۱۷۹ھ۔ امام ابن رشد مالکی اور دیگر بزرگان و سلف الصالحین خود بھی رفع یدین نہ کرتے تھے اور نماز کے اندر والے رفع یدین کی پرزور تردید کر کے لوگوں کو اس سے منع فرماتے تھے۔ (فتاوی سراجیہ ایڈیشن نمبر ۵ میں حوالے موجود ہیں) غیر مقلدوں نے نماز کے اندر جو رفع یدین پیدا کر دیا

ے یہ ان کا اپنا گھڑا ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں رفع یدین تھا اور اس لئے تھا کہ منافق اپنی بغلوں میں بت چھپا کر نماز پڑھتے اور اس نماز کو بتوں کی عبادت تصور کرتے تھے۔ تو رفع یدین کرنے کا حکم ہوا۔ جب انہوں نے اس حرکت کو چھوڑ دیا تو پھر نماز کے اندر والا رفع یدین سختی سے ممنوع ہوگیا۔ (واللہ اعلم بالصواب) غیر مقلدوں کے فتاوی نذیریہ (ج ا ص ۴۴۱) پر فتوی ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین میں (غیر مقلدوں کا) جھگڑا کرنا، تعصب اور جہالت سے خالی نہیں (یعنی جو غیر مقلد جھگڑ کر رفع یدین کراتے ہیں وہ جاہل ہیں اور تعصب کی افونت سے بھرے پڑے ہیں) کیونکہ مختلف اوقات میں رفع یدین کرنا اور (رفع یدین) نہ کرنا دونوں ثابت ہیں۔ اور دونوں طرف دلائل موجود ہیں۔ بھائیو! غیر مقلد کی عبارت پر غور کرو کہ پہلے کرنا پھر نہ کرنا یعنی پہلے رفع یدین تھا پھر منع ہوا۔ مراد یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں رفع یدین تھا پھر منسوخ ہوگیا اور حضور ﷺ نے اس رفع یدین کو سرکش گھوڑوں کے دموں کی طرح فرما کر اس سے نفرت دلائی۔ یہ ممکن نہیں کہ آپ پہلے اس کو نفرت آمیز حرکت سے تشبیہ دیں اور پھر اس حرکت پر خود عمل کرنا شروع کر دیں یا اپنے غلاموں کو اس خطرناک حرکت میں مبتلا کر دیں۔ (حاشا و کلا) ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ روایت و درایت، فہم و فراست کا فیصلہ یہی ہے کہ رفع یدین نماز پنجگانہ میں بالکل ممنوع ہے۔ البتہ وتر و عیدین میں اس کی ممانعت کتاب و سنت سے ثابت نہیں۔ خلاصہ یہ کہ جہاں ممانعت ہے۔ رک جائیں۔ جہاں اجازت ہے کر لیں اپنی مرضی سے احکام شریعت کو گڈمڈ نہ کریں۔ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا ترجمہ۔ اور جو کچھ رسول اللہ تمہیں دیویں وہ قبول کیا کرو اور جس سے روکیں رک جایا کرو (ترجمہ ثناء اللہ، غیر مقلد)

نماز وتر

س ☆ نماز وتر کی کتنی رکعتیں ہیں؟ کیونکہ غیر مقلد ایک رکعت وتر پڑھتے ہیں۔

ج ☆ وتر کی نماز تین رکعتوں پر مشتمل ہے۔ ایک رکعت نماز کا کہیں وجود ہی نہیں ہر نماز کی کم از کم دو رکعتیں ہیں۔ دن کی نمازوں میں مغرب کے وقت تین رکعت فرض پڑھے جاتے ہیں اس کی وجہ سے رات کی نمازوں میں وتر کی تین رکعتیں بانی اسلام ہادی عالم ﷺ نے مقرر کی ہیں۔

حدیث نمبر ۱ چنانچہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ رات کو میں بارگاہ رسالت مآب میں حاضر تھا آپ

اٹھے، وضو کیا اور قرآن پڑھنے لگے پھر دو، دو، رکعتیں تین سلاموں سے پڑھیں۔ ثم اوتر بثلاث . ترجمہ۔ پھر وتروں کی تین رکعتیں پڑھیں۔ (مسلم ج ا ص ۲۶۱، نسائی ج ا ص ۲۴۹)

حدیث نمبر ۲ حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (ہمیشہ) وتر تین رکعت پڑھتے تھے کان یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربک الا علی. و فی الثانیة. بقل یا ایها الکفرون و فی الثالثة. بقل هو الله احد ۔ یعنی وتر کی پہلی رکعت میں ''سورہ سبح اسم ربک الاعلی'' اور دوسری میں ''قل یا ایها الکفرون'' اور تیسری میں ''قل هو الله احد'' پڑھتے تھے۔ ''و یقنت قبل الرکوع'' اور رکوع کرنے سے پہلے یعنی سورۃ اخلاص کو ختم کرنے کے بعد دعائے قنوت پڑھتے تھے۔ (نسائی شریف ج ا ص ۲۴۸)

حدیث نمبر ۳ تیسری روایت میں بھی سورتوں کی مندرجہ بالا ترتیب ہر رکعت کے لیے آپ سے ثابت ہے۔ (نسائی شریف)

حدیث نمبر ۴ حدیث میں بھی مندرجہ بالا رکعتوں اور ترتیب کے علاوہ یہ بھی ہے کہ (ولا یسلم الا فی آخرهن) یعنی دو رکعتوں کے بعد آپ سلام نہ پھیرتے تھے بلکہ تین رکعتیں پڑھ لینے کے بعد ہی سلام پھیرتے تھے۔ (نسائی شریف ج ا ص ۲۴۹)

حدیث نمبر ۵ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت مین ہے کہ آپ وتر کی ہر رکعت میں مندرجہ بالا سورتیں پڑھتے تھے۔ (نسائی ج ا ص ۲۴۹)

حدیث نمبر ۶ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ آپ ہمیشہ وتروں میں مندرجہ بالا تینوں سورتیں پڑھتے تھے۔ (حوالہ بالا)

حدیث نمبر ۷ محمد بن علی (عن ابیه عن جده) حضور ﷺ سے کہ بلاشبہ آپ رات کو چھ (۶) رکعت نفل پڑھنے کے بعد وتروں کی تین رکعتیں پڑھتے تھے۔ اس کے بعد (صلی رکعتین) دو رکعتیں نفل ادا فرماتے تھے۔ (نسائی ج ا ص ۲۴۹)

حدیث نمبر ۸ سیدہ عائشہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ (ثم یصلی ثلاثا) پھر تین رکعتیں وتر ادا کرتے۔ (لا یسلم بینهن) آپ ان تین رکعتوں کے اندر سلام نہ پھیرتے تھے۔

حدیث نمبر ۹ حضرت امام اعظم کے پاس احادیث صحیحہ کا ایک دفتر موجود تھا جن میں تین رکعت نماز وتر کا ثبوت ملتا ہے اور ایک رکعت نماز وتر کا رد ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک حدیث جو (بخاری شریف ج ا ص ۱۳۵ نمبر ۷) میں سیدہ عائشہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد ﷺ (یو تر بثلاث لا یسلم الا فی آخر ھن) تین رکعت وتر بغیر سلام کے پڑھتے تھے اور سلام نماز کے آخر میں پھیرتے تھے۔ ان روایات کو امام عینی نے نقل کیا ہے۔ بخاری کے مندرجہ بالا نمبر میں یہ بھی موجود ہے (اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلاث لا یسلم الا فی آخر ھن) اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ وتروں کی تین رکعتیں ہیں اور سلام آخری رکعت کے بعد ہیحضور ﷺ اور سیدہ عائشہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس اور حضرت ابی بن کعب اور جملہ صحابہ کرام بلکہ تمام مسلمان وتروں کی تین رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھتے تھے۔

امام طحاوی فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے سات مشہور فقہاء (۱) حضرت سعید بن مسیّب (۲) اور حضرت عروہ بن زبیر (۳) اور حضرت قاسم بن محمد (۴) اور حضرت ابو بکر بن عبد الرحمٰن (۵) اور حضرت خارجہ بن زید (۶) اور حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ (۷) اور حضرت سلیمان بن یسار، وتروں کی تین رکعتیں ایک سلام کے ساتھ پڑھتے تھے۔ (بخاری شریف ج اص ۱۳۵ نمبر ۸)

امام قاسم بن محمد فرماتے ہیں (رائینا اناسا منذ ادرکنا یو ترون بثلاث) جب سے ہم نے ہوش سنبھالا ہے مسلمانوں کو تین رکعتیں نماز وتر پڑھتے دیکھا ہے (بخاری ج اص ۱۵۳)

مسلمانو! مندرجہ بالا حدیثوں وحوالوں سے روشن ہو گیا ہے کہ وتر تین رکعتیں ہیں۔ ایک رکعت والی نماز نہ کسی نے پڑھی، نہ کسی نے دیکھی اور نہ ہی کسی نے سنی۔ لہذا غیر صحیح روایتوں کو چھوڑ کر وہ بات مان لو جس پر رسول خدا اور صحابہ کرام اور تمام مسلمانوں کا عمل تھا۔ یعنی وتر تین رکعتیں ہیں اور آخری رکعت پڑھ کر سلام پھیرنا ہے۔

س ☆ کیا امام کو رکوع میں مل جانے سے رکعت مل جاتی ہے؟

ج ☆ امام کو رکوع میں ملنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور اس کے بعد فوراً تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور کم از کم ایک بار امام کی اقتداء میں تسبیح پڑھ لے تو اس نے رکعت کو پالیا۔

س ☆ جس مقتدی کی کچھ رکعتیں رہ جائیں ان کو کیسے ادا کریں؟

ج ☆ جس مقتدی کی جو رکعتیں رہ جائیں وہ ان کو اس ترتیب سے ادا کرے جس ترتیب سے وہ چھوٹی تھیں اگر ان میں الحمد و سورت پڑھنی تھیں تو مقتدی خود ان کو پڑھے گا۔ اگر سہوا نہ پڑھ سکا تو سجدہ سہو ادا کرے گا۔ دو رکعت کے بعد التحیات کیلئے بیٹھنا ضروری ہے۔

س ☆ نماز اور نمازی پر اعتراض کرنا کیسا ہے؟

ج ☆ نماز و روزے کا منکر کافر ہے۔ جو نماز پڑھنے کو برا کہے، نمازی پر نماز پڑھنے کے وجہ سے طعن و تشنیع کرے کافر ہے۔ اس کے ساتھ اپنے آپ کو مسلمان کہے یا کلمہ پڑھے تو مرتد ہے اور مرتد کافر سے بھی بد تر ہے۔ اس سے میل جول اور اس کے پاس بیٹھنا، اس کی طبع پرسی کرنا اور اس کی نماز جنازہ پڑھنا حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ ج۶ ص۶۶ و ۶۷)

س ☆ نماز کے بعد دعا مانگنا کیسا ہے؟

ج ☆ نماز فرض پنجگانہ ہو یا نماز جنازہ یا کوئی اور نماز، ہر نماز کے بعد، اللہ تعالی کے سامنے ہاتھ پھیلا کر اس سے بھیک مانگنا تمام عملوں میں سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے۔ اللہ تعالی نے ہر نماز کے بعد دعا مانگنے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا۔ فاذا فرغت (من الصلاۃ) فانصب (بالدعاً) یعنی جب نماز پڑھ لو تو دعا مانگنے میں لگ جاؤ۔ (تفسیر مظہری عربی ج۱۰ ص۲۹۴ و تفسیر خازن و تفسیر مدارک ج۴ ص۳۹۰ و تفسیر کشاف ج۴ ص۲۷۷ و تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۵۲۶ تفسیر جلالین ص۵۰۲ و حاشیہ بخاری ج۲ ص۷۳۹) میں حضرت قتادہ سے مندرجہ بالا حکم موجود ہے۔ حضور ﷺ اور اہل بیت و صحابہ کرام ہر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے۔ غیر مقلدوں کے شیخ الکل لکھتے ہیں کہ بعد نماز ۔۔۔ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز و مستحب ہے۔ غیر مقلدوں کے حوالے سے چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

حدیث نمبر ۱ حضرت انس سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جو مسلمان ہر نماز کے بعد ہاتھ پھیلا کر دعا مانگے اللہ تعالی اس کے ہاتھوں کو خالی نہیں لوٹاتا۔ (فتاوی نذیریہ ج۱ ص۵۶۶ و صلاۃ الرسول ص۳۱۱)

حدیث نمبر ۲ عامر کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اپنا چہرا اقدس مقتدیوں کی طرف کر لیتے تھے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے۔ (فتاوی نذیریہ ج۱ ص۵۶۶ و صلاۃ الرسول ص۳۱۲)

حدیث نمبر ۳ محمد بن یحیٰ اسلمی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ (ہمیشہ) نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھ

تھے (امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی مضبوط ہیں) (فتاوی نذیریہ ج ا ص ۵۶۶)

حدیث نمبر ۴ حضرت عبداللہ بن زبیر کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز مکمل کرلینے کے بعد بھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے۔ (فتاوی نذیریہ ج ا ص ۵۶۶ و ص ۵۶۷ حاشیہ نمبر ا)

حدیث نمبر ۵ حضرت مولا علیؑ سے مروی ہے کہ ہادی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب صبح کی نماز پڑھ لو تو دعا میں لگ جاؤ اور ضروریات کی طلب میں جلدی کرو۔ (کنز العمال و صحیح مسلم و ابوداؤد، ونسائی وحاشیہ، فتاوی نذیریہ ج ا ص ۵۶۷ اور ترمذی ج ۲ ص ۱۷۶، میں حضرت عمر سے اور ابوداؤد ج ا ص ۲۰۹ میں اور نسائی ج ا ص ۱۹۷، وابوداؤد ج ا ص ۲۱۱) میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے اور (ابن ماجہ ص ۲۸۴) پر ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ تم بھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کرو۔ مسلمانو! نجدیوں کی روش چھوڑ دو اور نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھا کر اپنے معبود رحمان و رحیم سے رابطہ جوڑ لو اور سنت حبیب خدا پر عمل پیرا ہو جاؤ۔

﴿تنبیہ﴾ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کے ثبوت کے لئے دیکھو ہمارا رسالہ (تحقیق دعا بعد نماز)

س ☆ مسافر کون ہے؟ اور وہ کس طرح نماز پڑھے؟

ج ☆ وطن دو قسم کے ہیں۔ (ا) وطن اصلی (۲) وطن اقامت۔ وطن اصلی وہ ہے جہاں اسکی پیدائش ہوئی ہے یا اسکے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کرلی کہ اب وہاں سے جانے کا ارادہ نہیں ہے۔ وطن اقامت وہ جگہ ہے کہ وہاں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کرلیا ہو یا مسافر نے کہیں شادی کرلی یا اس کی دو بیویاں ساڑھے ستاون میل کے فاصلے پر رہتی ہوں تو وہ ان تین مقام پر مکین ہوگا۔ ان صورتوں میں پوری نماز پڑھنی ہے مسافر وہ ہے جو مسلسل ساڑھے ستاون میل سفر کرے تو اس پر واجب ہے کہ وہ چار رکعت والے فرض دو رکعت پڑھے۔ کما قال اللہ تبارک و تعالی . واذ اضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح، ان تقصروا من الصلوۃ . (ترجمہ) جب تم زمین پر سفر کرو تو تم پر اس کا گناہ نہیں کہ نماز میں قصر کرو۔ یہ قصر اس وقت ہے جب اکیلا نماز پڑھے یا امام مسافر کی اقتداء میں ہو اگر امام مقیم کے پیچھے نماز پڑھی اگرچہ آخری قعدہ میں شامل ہوا تو پھر پوری رکعتیں پڑھنی ہیں۔ اگر ہر دن گھر واپس

لوٹنے کا ارادہ کرتا ہے مگر نہیں آ سکتا تو وہ مسافر شمار ہوگا اگرچہ اسی حالت میں سالہا سال گزر جائیں۔ بیوی اپنے شوہر کے تابع ہے (فوجی وسپاہی) اپنے سپہ سالار و حاکم کا تابع ہے۔ نوکر اپنے آقا کا تابع ہے۔ قیدی قید کرنے والے کا تابع ہے۔ شاگرد جس کو استاد کی طرف سے کھانا ملتا ہے استاد کا تابع ہے۔ بیٹی جب تک اس کی شادی نہ ہو اور بیٹا جب تک خود مختار نہ ہو۔ اپنے باپ کے تابع ہے۔ ان کی اپنی نیت بے کار ہے جن کے یہ تابع ہیں ان کی نیت کا اعتبار ہے (فجر کے فرض، مغرب کے فرض اور وتر اور چار رکعت والی سنتیں مسافر نے پوری پڑھنی ہیں) (ماخوذ از بہار شریعت)

س ☆ داڑھی منڈے یا چار انگل سے کم داڑھی والے کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

ج ☆ قرآن مجید کی آیت ”لا تاخذ بلحیتی“ سے ثابت ہوتا ہے کہ داڑھی کی شرعی مقدار کم از کم چار انگل ہے اس سے کم مقدار داڑھی رکھنا خلاف شرع ہے۔ کیونکہ رسول ﷺ اور صحابہ کرام آئمہ اطہار و اولیاء عظام و علماء کرام کی داڑھی کی مقدار چار انگشت ثابت ہے اور اسی پر اجماع امت ہے۔ اس سے کم رکھنے والا بہت گناہ گار اور اعلانیہ فاسق ہے۔ اس کے پیچھے نماز فرض ہو یا وتر ہو یا تراویح ہو پڑھنا اپنی نماز کو برباد کرنا ہے۔ کیونکہ مندرجہ بالا مقدار کے مطابق داڑھی رکھنا قریب با واجب ہے اور ترک واجب سے اعادہ نماز ضروری ہے۔ جب خشخشی داڑھی والے کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں تو داڑھی منڈا امام داڑھی منڈوں اور داڑھی کے دشمنوں کو سلامت۔ اللہ تعالیٰ امت رسول کو اس سے بچائے اور نبی کریم ﷺ کی سنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے کیونکہ ایک سنت پر عمل کرنے سے دو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے

ریاکاری

لوگوں کے دکھاوے کیلئے جو عمل خیر کیا جائے وہ ریا ہے۔ اور ریاکار ثواب سے محروم رہتا ہے۔ حضرت جندب کی روایت میں ہے کہ رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ جو سنانے کیلئے (عمل) کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ سناوا کرے گا اور جو (عمل) میں دکھاوا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ بھی دکھاوا کرے گا متفق علیہ مشکوۃ ص ۴۵۴

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ریا سے بچائے (آمین) حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے، رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ آخری زمانے میں ایسے لوگ نکلے پھریں گے۔ جو دین کے بدلے دنیا طلب کریں گے لوگوں کو دکھانے کے لئے نرمی کے باعث بھیڑ کی کھال پہن لیں گے ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے ہوں گے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھے غرور دکھاتے ہیں یا مجھ پر جرات کرتے ہیں؟ فبی حلفت لا بعثن علی اولئک منھم فتنته تدع الحلم فیھم حیران (ترجمہ) مجھے اپنی قسم کہ ان پر فتنہ مسلط کر دوں گا جس سے ان کا عقل مند آدمی بھی حیران رہ جائے گا۔ (ترمذی مشکوۃ ص ۴۵۲، ۴۵۵)

حضرت عمر فاروقؓ سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اکرم ﷺ مسجد کی طرف نکلے تو حضرت معاذ بن جبل انہیں ملے جو نبی کریم ﷺ کی مزار پر انور کے پاس بیٹھے ہوئے رو، رہے تھے حضرت عمرؓ نے پوچھا آپ کو کس چیز نے رلایا ہے؟ فرمایا کہ مجھے اس چیز نے رلایا ہے جو میں نے رسول ﷺ سے سنی تھی آپ فرماتے تھے کہ بے شک تھوڑی سے ریا بھی شرک ہے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ولی سے دشمنی رکھی تو اللہ تعالیٰ اس کو جنگ کا چیلنج کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نیکو کاروں، پرہیز گاروں اور گمنام لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو غیب ہوں تو ڈھونڈے نہ جائیں اور حاضر ہوں تو بلائے نہ جائیں اور نہ ہی قریب کئے جائیں ان کے دل ہدایت کے چراغ ہوتے ہیں اور وہ گرد و غبار اور تاریکی سے نکلے رہتے ہیں (ابن ماجہ، شعب الایمان، مشکوۃ ص ۴۵۵)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ فرمایا تمہیں یقیناً جب بندہ لوگوں کے سامنے اچھی طرح نماز پڑھے اور خلوت میں بھی اچھی طرح نماز پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ سچا بندہ ہے۔ (ابن ماجہ ۳۲۰ مشکوۃ ص ۴۵۵)

حضرت شدادؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس نے دکھاوے کی نماز پڑھی اس نے شرک کیا۔ جس نے دکھاوے کیلئے روزہ رکھا اس نے شرک کیا اور جس نے دکھاوی کی خیرات کی اس نے شرک کیا۔ (رواہ احمد مشکوۃ ص ۴۵۵) حضرت شداد، رو رہے تھے ان سے پوچھا گیا کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا۔ رسول ﷺ کی ایک بات مجھے یاد آ گئی ہے۔۔۔۔ وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا مجھے اپنی امت پر شرک اور خفیہ شہوت کا اندیشہ ہے۔ میں عرض گزار ہوا، یارسول اللہ کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی فرمایا ہاں۔ لا یعبدون شمساً ولا قمراُ ولا حجراً ولا و ثنا ولکن یرائون باعمالھم والشھوۃ الخفیة.

لیکن وہ سورج یا چاند یا پتھروں یا بتوں کو نہ پوجیں گے بلکہ اپنے اعمال کو دکھائیں گے اور خفیہ شہوت یہ ہے کہ تم میں سے کوئی روزہ کی حالت میں صبح کریگا۔ لیکن اپنی شہوت کی وجہ سے روزتوڑدے گا (مشکوٰۃ ص ۴۵۵ و ص ۴۵۶ ابن ماجہ)

حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ حضورﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم دجال کا ذکر کررہے تھے۔ فرمایا کہ میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کا تم پر مجھے دجال سے بھی زیادہ اندیشہ ہے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ کیوں نہیں فرمایا وہ شرک خفی ہے کہ آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہو اور دیکھنے والے کو اپنی نماز دکھانا چاہئے (ابن ماجہ ص ۳۲۰ و مشکوٰۃ ص ۴۵۶)

نماز توڑنے والی چیزیں قصداً یا بھول کر بولنا، سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا، اذان کا جواب دینا، بشارت سن کر الحمدللہ اور غم کی بات سن کر انا اللہ پڑھنا، درد یا رنج کی وجہ سے آواز سے رونا۔ کھانا یا پینا، قبلہ کی طرف سے سینہ پھیرنا، نماز میں دو صفوں کی مقدار آگے بڑھ جانا، یعنی کوئی ایسا کام کرنا جس کو دیکھنے والا خیال کرے کہ نماز نہیں پڑھ رہا، امام سے آگے بڑھنا، ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا، نماز میں قہقہ لگانا، عورت و مرد کا جماعت میں برابر کھڑا ہونا، ستر کھل جانا، آہ یا اف کرنا، اپنے امام کے علاوہ کسی اور کو لقمہ دینا، قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا، سجدہ میں دونوں پاؤں زمین سے اٹھانا، نماز سے باہر والے کی دعا پر آمین کہنا، جو چیزیں نماز میں فرض ہیں ان میں سے کسی ایک کا چھوڑ دینا خواہ بھول کر ہی کیوں نہ ہو، جان کر واجب چھوڑ دینا، سہواً چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہے

مکروہات نماز گلے میں کپڑا لٹکانا، کپڑا سمیٹنا، کپڑے یا بدن یا داڑھی وغیرہ سے کھیلنا، پیشاب و پاخانہ روک کر نماز پڑھنا، کمر پر ہاتھ رکھنا، کتے کی طرح بیٹھنا، انگلیاں چٹخانا، تصویر والا کپڑا پہننا، دائیں بائیں سامنے یا اوپر تصویر کا ہونا، انگڑائی لینا، شلوار، پتلون، تہبند وغیرہ کا گٹوں سے نیچا لٹکانا، مرد کو سجدے میں ہاتھ زمین پر بچھانا یا سجدے میں پیٹ رانوں سے ملانا، بغیر عذر کے چارزانوں ہو کر بیٹھنا، امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا، صف سے علیحدہ یا تنہا کھڑا ہونا، آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا، عالم کے ہوتے ہوئے جاہل کو امام بنانا، دائین بائیں گردن موڑنا، دوسری رکعت کو پہلی سے زیادہ لمبا کرنا، قرآن پاک ترتیب کے خلاف پڑھنا،

اوقات نماز نماز فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور سورج نکلنے تک رہتا ہے۔ (نماز ظہر) کا وقت سورج ڈھلنے سے شروع ہوتا ہے۔ اور سایہ دوگنا ہو جانے تک رہتا ہے (نماز عصر) کا وقت سایہ دو گنا ہو جانے سے شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب سے پہلے تک رہتا ہے۔ (نماز مغرب) کا وقت سورج غروب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور شفق (سرخی یا سفیدی) کے ختم ہونے تک رہتا ہے (نماز عشاء) کا وقت شفق غائب ہونے سے شروع ہوتا ہے اور صبح صادق سے پہلے تک رہتا ہے۔